THE ALFAZL
QADIAN

اخبار الفضل قادیان

ایڈیٹر غلام نبی

تار کا پتہ الفضل قادیان

جماعت احمدیہ کا مسلم آرگن جسے (۱۹۱۳ء میں) حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ نے اپنی ادارت میں جاری فرمایا

نمبر ۸۴ | مورخہ ۲۶ اپریل سنہ ۱۹۲۷ء | یوم سہ شنبہ | مطابق ۲۳ شوال سنہ ۱۳۴۵ھ

فہرست مضامین

مدینۃ المسیح

الحمد للہ! حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے ساکنان قادیان کو وہ آب حیات پلانا شروع فرما دیا ہے جس کے لئے ان کے کام و دہن ترس گئے تھے۔ یعنی ۲۳ اپریل سے بعد نماز عصر حضور مسجد اقصیٰ میں کلام الٰہی کا درس دینے لگے ہیں۔

۲۴ اپریل بعد نماز عصر مسجد اقصیٰ میں لوکل کمیٹی کی طرف سے زیر صدارت جناب حافظ روشن علی صاحب ایک جلسہ اس غرض کے لئے منعقد ہوا۔ کہ گذشتہ سال کے بجٹ میں جو کمی رہ گئی ہے اسے پورا کرنے کے لئے ایک ہزار کی رقم مرکزی کارکنوں کے علاوہ دوسرے اصحاب سے وصول کی جائے۔ جلسہ بفضل خدا نہایت کامیاب ہوا۔ نقد اور وعدہ کی جو رقوم لکھائی گئیں۔ انہیں دیکھتے ہوئے امید ہے۔ کہ ۳۰ اپریل سے قبل ایک ہزار روپیہ کی رقم داخل ہو جائیگی ؛

۱۶ اپریل۔ اہلیہ صاحبہ سید عزیز الرحمٰن صاحب بریلوی کا پچاس سال کی عمر میں انتقال ہو گیا۔ ۱۷ کی صبح کو حضرت خلیفۃ المسیح ثانی نے جنازہ پڑھایا اور مرحومہ مقبرہ بہشتی میں دفن ہوئیں۔ مرحومہ بہت مخلص احمدی تھیں۔ احباب دعائے مغفرت کریں۔

شدھی کے خلاف احمدی مبلغین کی کامیاب کوشش

علاقہ ساندھن قصبہ آگرہ کے ملکانے تائب ہو رہے ہیں

ہمارے مبلغ ڈاکٹر فضل کریم صاحب قصبہ ساندھن ضلع آگرہ کے متعلق لکھتے ہیں۔ ہماری تبلیغ اور رچھن سنگھ احمدی ملکانہ موضع ساندھن کی تائید سے دو خاندان آوارا شدھی سے تائب ہوئے ہیں۔ یہ سری پال اور بڈھا کے خاندان ہیں۔ جن کے کل مرد و زن جو تائب ہو کر داخل اسلام ہوئے۔ ۷ اکس ہیں۔

ساندھن وہ قصبہ ہے۔ جہاں کے چند ملکانوں کو پچھلے دنوں جب آریوں نے شردھانند صاحب کے قتل سے مشتعل ہو کر ورغلایا۔ اور ہر قسم کے حیلے صرف کرتے ہوئے انشدھ کر لیا۔ تو "ساندھن کا اسلامی قلعہ مسمار ہو گیا" کا عنوان رکھ کر اخباروں میں شور مچا دیا اب خدا کے فضل اور احمدی مبلغوں کی کوشش سے ساندھن میں پہلے سے زیادہ مضبوط اسلامی قلعہ تیار ہو رہا ہے۔ الحمد للہ علیٰ ذالک

جناب حافظ روشن علی صاحب۔ و مہاشہ فضل حسین صاحب آریوں سے مناظرہ کیلئے پٹھانکوٹ بھیجے گئے ؛

تھیوسافیکل سوسائٹی میں صداقت اسلام پر لیکچر

جماعت احمدیہ کی مذہبی اور ملکی خدمات کا اعتراف

ایک غیر مسلم کی طرف سے

صوبیدار نظام الدین صاحب نے تھیوسافیکل سوسائٹی میمیو برما میں بزبان انگریزی ایک لیکچر دیا۔ برما میں میمیو ایک ایسا شہر ہے۔ جیسے پنجاب میں شملہ۔ میمیو انگریزوں کا صدر مقام ہے۔ گورنمنٹ کے تقریباً تمام محکمہ جات کا ہیڈ کوارٹر ہے۔ مسلمانوں کی آبادی بہت ہے۔ مگر مذہبی حالت بہت گری ہوئی ہے۔ چند ماہ سے ہمیں تھیوسافیکل سوسائٹی میں متعدد لیکچر سننے کا موقعہ ملا۔ ایک مسلمان کا بھی لیکچر ہوا۔ لیکن وہ ایسا بے لطف اور ادھورا تھا۔ کہ جہاں ایک طرف لیکچرار کی اسلام سے ناواقفیت کا راز فاش کرتا تھا۔ وہاں دوسری طرف حضرت جری اللہ کی جماعت کو جوش دلاتا تھا۔ کہ حقیقی اسلام پبلک کے سامنے پیش کرے۔ آخر اللہ جل شانہ نے توفیق دی۔ اور چوہدری نظام الدین صاحب صوبیدار نے حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ کی تصنیف "احمدیت" سے اخذ کر کے ایک لیکچر دیا۔ جس کا مضمون

The Conception of God in Islam

تھا۔ وقت ایک گھنٹہ تھا۔ لیکن مضمون ذرا لمبا ہو جانے کی وجہ سے سوا گھنٹہ میں ختم ہوا۔ حاضری گذشتہ لیکچروں سے کم از کم دگنی تھی جس میں ہندو۔ عیسائی۔ بدھ اور سکھ اور یہودی مذہب اور تمام اعلیٰ طبقوں کے لوگ شامل تھے۔ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ کی دعاؤں کی برکت سے مضمون ایسا دلچسپ تھا کہ سامعین ہمہ تن گوش ہو کر سنتے اور حظ اٹھاتے رہے۔ جب صوبیدار صاحب نے کہا کہ ہم کرشن۔ رام چندر۔ زرتشت۔ بدھ اور کانفیوشس کو ایسا ہی خدا کا رسول مانتے ہیں۔ جیسا کہ حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ کو۔ تو ہال ان تالیوں سے گونج اٹھا۔ جو سامعین کے دلوں کی ترجمانی کر رہی تھیں۔ اس طرح محض اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے ہم جیسے کمزوروں کو بھی اسلام کی صداقت میمیو کے لوگوں کے سامنے پیش کرنے کا موقعہ دیا۔ جس کے لئے ہمارے دل مدت سے بے قرار تھے۔

صدر جلسہ نے جو ایک قابل ہندو تھے۔ اپنے ریمارکس کے دوران میں فرمایا۔ جماعت احمدیہ مذہبی کاموں میں تمام اقوام سے بڑھ چڑھ کر حصہ لیتی ہے۔ اور بنی نوع انسان کی خدمت کے لئے دل میں ایک خاص تڑپ رکھتی ہے۔ جلسہ نہایت خیر و خوبی سے ختم ہوا۔

خاکسار حمید احمد از میمیو۔

شمالی بنگال میں احمدیہ کانفرنس

ادنیٰ اقوام میں تبلیغ اسلام

مولوی ظل الرحمان صاحب احمدی مبلغ جلپائی گوڑی بنگال سے بذریعہ تار اطلاع دیتے ہیں:-

شمالی بنگال کی دوسری سالانہ احمدیہ کانفرنس ۱۷، ۱۸ر اپریل ۱۹۳۴ء کو بمقام ہیلا کوبا منعقد ہوئی۔ پیر سراج الحق صاحب نعمانی پروفیسر عبد اللطیف شاہ صاحب امیر جماعت۔ مولوی مبارک علی صاحب مبلغ برکن اور مختلف مقامات کی جماعتوں کے نمائندگان کافی تعداد میں کانفرنس میں شامل ہوئے۔ غیر احمدی معزز علماء کانفرنس کی کارروائی کو دیکھتے رہے۔ ابو العاصم صاحب چوہدری کے زیر انتظام ادنیٰ اقوام میں تبلیغ کا کام شروع کرنے کا تہیہ کیا گیا ہے۔ جس کے لئے احباب میں پورا جوش پیدا ہو گیا ہے۔ عام پبلک اس کارروائی سے بہت متاثر ہوئی۔

آریوں کے دام شدھی سے رہائی

ایک نو مسلم کی سرگذشت

ناظرین الفضل کی گذشتہ اشاعت میں ایک یہودی میاں بیوی کے قبول اسلام کے متعلق خبر پڑھ چکے ہیں۔ اب شیخ امتیاز علی صاحب سیکرٹری دعوت و تبلیغ کراچی کی وساطت سے مسٹر جولیس مائیکل کے جو پہلے عیسائی تھے۔ اور بعد میں آریہ ہو کر دہرم دیر شرما بنے اپنے ہاتھ سے انگریزی میں لکھے ہوئے حالات موصول ہوئے ہیں۔ جنہیں ناظرین الفضل کے لئے اردو میں پیش کیا جاتا ہے۔

میں بمبئی کے ایک عیسائی خاندان کا ممبر تھا اور میرا عیسائی نام جولیس مائیکل تھا۔ میں فن فوٹوگرافی اور موٹر ڈرائیونگ جانتا ہوں۔ چونکہ بمبئی میں مجھے کوئی مناسب جگہ نہ مل سکی۔ اس لئے دسمبر گذشتہ میں تلاش روزگار کے لئے کراچی آیا۔ اور ایک انگلو انڈین چرچ میں قیام کیا۔ میرے پرانے واقفوں میں سے بھوگی لال نامی ایک ہندو وہاں مجھے ملا۔ اور باتیں کرتا ہوا مجھے آریہ سماج میں لے گیا۔ جہاں مجھے کئی قسم کے وعدے دئیے گئے۔ مجھے کہا گیا۔ تم کو فوٹوگرافی کا کام کرنے کے لئے کافی سرمایہ دیدیا جائے گا۔ اور ایک ہندو لڑکی سے تمہاری شادی بھی کر دی جائیگی۔ چونکہ مجھے روپے کی ضرورت تھی۔ علاوہ ازیں میں آریہ سماج کے پوشیدہ رازوں سے بھی واقفیت حاصل کرنا چاہتا تھا۔ اس لئے ہندو مذہب قبول کرنے پر رضامند ہو گیا۔ آریہ سماج میں داخل ہونے کے بعد مجھے معلوم ہوا۔ کہ آریہ سماج کے جملہ اصول راستی کی بالکل ضد واقع ہوئے ہیں۔ اور آریوں کا مقصد صرف یہ ہے۔ کہ لالچ دے کر لوگوں کو دھوکہ سے آریہ سماج میں داخل کیا جائے۔ ایک یہودی لڑکی سے جو ہندو بنائی گئی تھی۔ اور جس سے میں بمبئی میں بھی واقف تھا۔ میری شادی کر دی گئی۔ اب میں اور میری بیوی دونوں آریہ سماج میں کوئی خوبی نہ پانے کے سبب شیخ امتیاز علی صاحب احمدی کی تحریک پر اسلام میں داخل ہوتے ہیں۔ جس کے لئے ہمیں کوئی لالچ یا مغالطہ نہیں دیا گیا۔ آریہ سماجیوں نے میرا نام دہرم دیر شرما رکھا تھا۔ لیکن اب میرا نام شیخ مبارک احمد ہے۔ ایسا ہی میری بیوی کا نام جسے آریہ سماجیوں نے شانتی دیوی کا نام دیا تھا۔ حمیدہ بیگم رکھا گیا ہے۔

مبارک احمد از کراچی۔

عزیز محمد شفیع کی رحلت

میرا تایازاد بھائی محمد شفیع (ابن میاں سراج الدین صاحب لاہور و برادر خورد میاں محمد شریف صاحب افسر مال گوجرات) جو ایک عرصہ سے بیمار تھا۔ اور جس کے متعلق دوا اور دعا کے لئے ہر ممکن کوشش کی گئی۔ ۱۹ر اپریل ۱۹۳۴ء (جمعرات) بوقت ۸ بجے صبح ہمیشہ کے لئے ہم سے جدا ہو گیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

عزیز مرحوم کی عمر سولہ سترہ سال کی تھی۔ اور امسال امتحان انٹرنس میں شامل ہونے والا تھا۔ ایک سعید بچے کے جو خصائل ہونے چاہئیں۔ وہ سب اس میں موجود تھے۔ مرحوم ہمیشہ مسجد میں حاضر ہو کر پنج وقتہ نماز با جماعت پڑھتا اور رمضان کے دنوں میں تمام روزے شوق سے رکھتا۔ بلحاظ فرمانبرداری والدین و ادب بزرگان مرحوم اپنے خاندان کے جملہ بچوں میں ممتاز تھا۔ کتب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مطالعہ کے لئے بھی ہمیشہ ایک وقت مقرر رکھتا۔ اپنے ہم جماعت و ہم مکتب طلباء کو تبلیغ کرتا رہتا۔ اور ایک دفعہ تو مرحوم نے اپنے خاندان کے جملہ بچوں کو اپنے ساتھ شامل کر کے ایک دعوتی جلسہ کیا جس میں اس نے اور دوسرے بچوں نے تقریریں کیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ خاندان نبوت اور سلسلہ احمدیہ سے اسے خاص محبت تھی۔ چنانچہ پچھلے سال اواخر فروری ۱۹۳۴ء میں جب حضور لاہور تشریف لے گئے۔ تو باوجود نحیف و نزار ہونے کے حضور کی زیارت کے لئے حضور کے قدموں میں پہنچ گیا۔ چند ہی یوم ہوئے مرحوم کی جوان ہمشیرہ مرحوم ہی کی نازک حالت دیکھ کر ناگہاں داغ مفارقت دے گئی۔ اور ابھی یہ زخم ہرا ہی تھا کہ مرحوم کی وفات کا جانگداز چرکہ لگا۔ اس دوہرے صدمہ سے سوگوار ماں اور غم زدہ باپ کی جو حالت ہو سکتی ہے۔ ظاہر ہے۔ مرحوم کے علاوہ دو بچے پہلے انہیں داغ جدائی دے چکے ہیں۔ احباب مرحوم کے لئے دعائے مغفرت اور ضعیف العمر والدین کے لئے دعائے صبر جمیل فرمائیں۔

خاکسار نذیر احمد چغتائی۔ رکن ادارہ تحریر الفضل قادیان

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الفضل

یوم سہ شنبہ - قادیان دارالامان - ۲۶ اپریل ۱۹۲۷ء

مسلمانوں کی دو پرانی درسگاہوں کی افسوسناک حالت

مسلم یونیورسٹی کے ہمدرد متوجہ ہوں

علم عربی کے لحاظ سے دیوبند اور انگریزی تعلیم کے لحاظ سے علی گڈھ مسلمانان ہند کی دو پرانی اور مشہور درسگاہیں ہیں لیکن نہایت رنج اور افسوس کی بات ہے۔ کہ آج کل ان دونوں کے خلاف ذمہ وار اصحاب کو سخت شکایات پیدا ہو رہی ہیں مسلم یونیورسٹی علی گڈھ کے متعلق صاحبزادہ آفتاب احمد خان صاحب جیسا مشہور انسان جو ہمیشہ علی گڈھ کی تعلیم و تربیت کی شہرت کو نہ صرف قائم رکھنے بلکہ اس میں اضافہ کرنے میں پیش پیش رہا ہے۔ یہ مطالبہ کر رہا ہے۔ کہ مسلم یونیورسٹی کی موجودہ حالت کی نسبت پوری پوری جانچ ایسے ماہران تعلیم کے ذریعہ کرائی جائے جن کی قابلیت۔ تجربہ اور حق پرستی پر پورا بھروسا ہو۔ اور جو بعد تحقیقات یہ بتا سکیں۔ کہ نیا قانون اور نظام کہاں تک مفید یا مضر ثابت ہوا۔ اور اس ملک کے مسلمانوں کے خاص حالات اور ضروریات کے لحاظ سے حقیقی اصلاح کس طرح ہو سکتی ہے۔

اس کی ضرورت کیوں پیش آئی۔ بقول جناب صاحبزادہ صاحب اس لئے کہ جب سے گورنمنٹ نے مسلم یونیورسٹی کے متعلق نیا قانون نافذ کیا ہے۔ جس کی رو سے یونیورسٹی کے انتظام اور کام کی باگ تقریباً کلیتہً ممبران اسٹاف کے ہاتھ میں آگئی ہے۔ اسی وقت سے یونیورسٹی کی تعلیم و تربیت میں خرابی شروع ہوئی یہاں تک کہ اب دونوں کی حالت قابل اطمینان نہیں رہی ۔

یہ تو مسلمانان ہند کی سب سے بڑی اور واحد علوم مغربیہ کی درسگاہ کا ذکر ہے۔ اس کے ساتھ ہی دیوبند کے مذہبی دارالعلوم کا بھی حال سن لیجئے۔ مولوی سید انور شاہ صاحب صدر مدرس دیوبند۔ مولوی شبیر احمد صاحب مفتی عزیز الرحمان صاحب ایسے ذمہ وار کارکنوں اور مولوی حبیب الرحمٰن صاحب ناظم دیوبند و بانی مدرسہ کے خاندان کے درمیان کشمکش اس افسوسناک درجہ تک پہنچ چکی ہے۔ کہ جسے دیوبند ہی کے ایک بزرگ اور عالم نے اخبارات میں "تاریک ترین بد دیتی" قرار دیا ہے۔

ایسی حالت میں جبکہ مسلمان تعلیم کے لحاظ سے پہلے ہی بہت پیچھے ہیں۔ اور اس وجہ سے ملکی اور سیاسی حقوق کے حصول میں بہت نقصان اٹھا رہے ہیں۔ کیا یہ نہایت ہی رنج اور افسوس کی بات نہیں ہے۔ کہ ان کی انگریزی اور عملی درسگاہوں کی یہ حالت ہو۔ کاش! مسلمان ہندوؤں سے ہی سبق سیکھیں۔ جن کے قریباً ہر بڑے شہر میں کالج کھلے ہیں۔ اور تمام ملک میں سکولوں کا جال پھیلا ہوا ہے۔ ان کی یونیورسٹی بھی موجود ہے مذہبی درسگاہیں بھی بڑی کثرت کے ساتھ نہایت اعلیٰ پیمانہ پر جاری ہیں۔ لیکن کبھی کسی نے سنا ہے۔ کہ انہوں نے اپنی تعلیم گاہوں کی اس طرح خاک اڑائی ہو۔ جس طرح مسلمان اڑا رہے ہیں۔ اختلاف ان میں بھی پیدا ہوتے ہیں۔ ایک دوسرے کے خلاف شکایات انہیں بھی ہوتی ہیں۔ کدورتیں اور رنجشیں ان میں بھی رونما ہوتی ہیں۔ لیکن کبھی وہ آپس کے اختلاف۔ آپس کی شکایات اور آپس کی رنجشوں کو اس حد تک طول نہیں دیتے۔ جو قومی اغراض اور مقاصد کو نقصان پہنچانے والا ہو۔ ان کے سب اختلاف اس جگہ جا کر ختم ہو جاتے ہیں۔ جہاں سے قصر قومیت کی بنیاد شروع ہوتی ہے۔ ان کی سب شکایات اس چشمہ پر جا کر دور ہو جاتی ہیں۔ جو ان کی کشت حیات کو سیراب اور شاداب کرتا ہے اور ان کی تمام رنجشیں اس مقام پر جا کر بالکل مٹ جاتی ہیں جہاں قوم کی ترقی اور سربلندی کے لئے متحد اور متفق ہو کر کام کرنے کی طرف توجہ دلانے والا مینار قائم ہے۔ یہی وجہ ہے۔ کہ ان کے چھوٹے سے لے کر بڑے تمام کام ترقی پذیر نظر آتے ہیں۔ اس وقت ملک میں ان کے بیسیوں کالج اور سینکڑوں سکول قائم ہیں۔ ایک یونیورسٹی بھی موجود ہے۔ جس کے متعلق بے انتظامی اور خرابی کی شکایات کبھی اس طرح پبلک میں نہیں آئیں۔ جس طرح مسلم یونیورسٹی کی آرہی ہیں۔ اور نہ کبھی اس کے متعلق گورنمنٹ سے کمیشن کے ذریعہ تحقیقات کرانے کی درخواست کی گئی ہے۔ مسلم یونیورسٹی کے متعلق گورنمنٹ سے اس قسم کی درخواست کرنے کا مطلب بجز اس کے اور کیا ہو سکتا ہے۔ کہ مسلمان خود اصلاح اور انتظام کی اہلیت نہیں رکھتے اور جو تھوڑا بہت اختیار انہیں قومی تعلیم کے متعلق حاصل ہے۔ اسے بھی استعمال نہیں کر سکتے۔ اگر مسلم یونیورسٹی میں ایسے نقائص اور کمزوریاں پیدا ہو گئی ہیں۔ جو اس کی شہرت اور تعلیم کو نقصان پہنچا رہی ہیں۔ تو نہایت ضروری ہے۔ کہ ان کی اصلاح کی کوشش کی جائے۔ لیکن ایسے رنگ میں کہ یونیورسٹی کو اور زیادہ نقصان نہ پہنچ جائے۔ تا مسلمان جو تعلیم میں پہلے ہی بہت پیچھے ہیں۔ اور تعلیم حاصل کرنے کے بہت محدود ذرائع رکھتے ہیں۔ مزید گھاٹے میں نہ پڑ جائیں۔

ہم سمجھتے ہیں۔ جو فریق مسلم یونیورسٹی کی اصلاح کا مطالبہ کر رہا ہے۔ وہ اور اس کا متقابل فریق دونوں یونیورسٹی کے دیرینہ خیر خواہ اور خدمت گذار ہیں۔ اس لئے دونوں کو ذاتی رنجشوں اور کدورتوں سے بالا ہو کر یونیورسٹی کی شہرت اور نیک نامی میں اضافہ کرنے کی کوشش کرنی چاہیئے۔ اور جو انتظامی نقائص ہوں انہیں جلد سے جلد دور کر دینا چاہیئے۔

کیا علی گڈھ سے فیض یافتہ اصحاب جو تمام ہندوستان میں پھیلے ہوئے ہیں۔ اور اچھے اچھے عہدوں اور رتبوں پر ممتاز ہیں۔ ارکان یونیورسٹی کو اس امر کی طرف مائل کرنے کی کوشش نہ کریں گے۔ کہ وہ اپنے اختلافات پر یونیورسٹی کی بہتری اور بہبودی کو مقدم رکھیں۔ جس سے مسلمانوں کے فوائد وابستہ ہیں۔ اور علی گڈھ کی علمی روایات کو نہ صرف قائم رکھیں۔ بلکہ ان میں اور زیادہ اضافہ کا باعث بنیں ۔

اسلام کی سچائی ثابت کرنے کا طریق

دہلی کے ایک اخبار میں بصیغہ اشتہارات "آریوں کو چیلنج" کے عنوان سے ایک اعلان شائع ہوا ہے جس میں لکھا ہے:۔

"برادران آریہ کو بعد تسلیم کے واضح ہو۔ کہ آپ لوگ نہایت سے دعویٰ کرتے ہیں۔ کہ میرا آریہ سماج مذہب سچا ہے۔ سو آپ کے مذہب کی سچائی نہ آپ کی کتاب سے ثابت ہوتی ہے۔ اور نہ کوئی کرامت ہے۔ کیا آپ لوگ مذہب حق ڈھونڈتے ہیں۔ اگر حق کی تلاش ہے۔ تو آپ کوئی کرامت دکھلا دیجئے یعنی اپنے مذہب کا لیکچر دیجئے۔ دہکتی ہوئی آگ پر چھ گھنٹے اور سوامی شردھانند کو زندہ کیجئے۔ اور وہ گواہی دیں۔ کہ دین اسلام جھوٹا ہے۔ اور ہمارا آریہ سماج سچا ہے۔ ہمارے ۷۹،۰۰۰ مرید ہیں۔ معہ مریدان اپنے کے میں آریہ سماج ہو جاؤں گا اور اگر آپ ان باتوں سے مجبور ہیں۔ تو آپ ایک اقرار نامہ لکھئے۔ رجسٹری شدہ۔ اور ایک تاریخ معین کیجئے۔ میں دہکتی ہوئی

آگ پر کھڑا ہو کر اپنے مذہب کا لیکچر دُوں گا۔ اور سوامی شردھانند کو زندہ کر کے گواہی دلا دُوں گا۔ کہ دین اسلام سچا ہے۔ اور آریہ مذہب جھوٹا ہے۔ مگر اقرار نامہ تمام لیڈران آریہ اور تمام آریہ کی طرف سے ہونا چاہیئے"

اس اعلان کی وقعت اسی سے ظاہر ہے۔ کہ اسے عام اشتہاروں میں جگہ دی گئی۔ لیکن کیا ہی اچھا ہوتا۔ اگر اسے شائع ہی نہ کیا جاتا کیونکہ ایسے لوگ مذہب کو کھیل اور تماشہ بنانا چاہتے ہیں۔ اور کسی مسلمان کے لئے کسی رنگ میں ان کی حوصلہ افزائی مناسب نہیں۔ جب اسلام کے رُو سے یہی جائز نہیں۔ کہ کوئی مرا ہوا انسان اس دنیا میں دوبارہ زندہ ہو سکے۔ تو سوامی شردھانند جی نے زندہ ہو کر اسلام کی سچائی کی شہادت کیا دینی ہے۔ ان کا زندہ ہونا تو اسلام کی تکذیب کا ثبوت ہوگا۔ کیونکہ اسلام کا مردوں کے متعلق یہ فیصلہ ہے کہ انھم لا یرجعون۔ وہ مرنے کے بعد دوبارہ اس دنیا میں زندہ ہو کر نہیں آ سکتے۔

مسلمانوں کو چاہیئے۔ اس قسم کے مضحکہ خیز اعلانوں کی بجائے آریوں کا مقابلہ ان دلائل اور براہین کے ساتھ کریں۔ جن کی اسلام میں کمی نہیں ہے۔ اور جنہیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے وضاحت کے ساتھ دنیا کے سامنے رکھدیا ہے۔ اور احمدیہ لٹریچر ان سے بھرا پڑا ہے ؂

مُسلمانوں سے قربانی اور ایثار کا مطالبہ

ایک وقت تھا۔ جب مسلمانوں کی اپنے مذہب اور قوم کے لئے ایثار اور قربانی کی مثالیں دنیا میں حیرت اور استعجاب سے دیکھی جاتی تھیں۔ اور کسی دوسری قوم میں ان کی نظیر نہیں مل سکتی تھی۔ لیکن آج یہ حالت ہے۔ کہ مسلمانوں کو بیدار کرنے اور قربانی و ایثار کا سبق پڑھانے کے لئے دوسروں کی کتاب زندگی کے صفحات مستعار لینے پڑتے ہیں۔

مسٹر پٹیل صدر اسمبلی کے متعلق یہ خبر شائع ہو چکی ہے کہ انہوں نے اپنی بیش قرار تنخواہ کا بہت بڑا حصہ گاندھی جی کے لئے وقف کر رکھا ہے۔ تاکہ وہ اسے اچھوت اقوام کو ہندو بنانے میں صرف کریں۔ اب آنریبل مسٹر گنیش دت سنگھ وزیر لوکل سیلف گورنمنٹ بہار و اڑیسہ نے اپنی تنخواہ کا ⅔ حصہ ایک ایسی انجمن کے لئے وقف کر دیا ہے۔ جس کا کام ہندو یتامیٰ کی دستگیری ہے۔ علاوہ ازیں نقد ایک لاکھ روپیہ اس کے لئے جمع کر دیا گیا ہے۔ یہ انجمن مختلف مقامات پر اپنی شاخیں کھولیگی۔ اور ہندو یتامیٰ کو ہر قسم کی امداد دیکر اس قابل بنائے گی۔ کہ وہ اپنی قوم کے لئے مفید ہو سکیں ؂

ہندوستان کے ہر صوبہ میں مسلمان وزیر بھی ہیں۔ اور مسلمانوں کی ہندوؤں کی نسبت ان کی امداد کی ضرورت بھی بہت زیادہ، لیکن کوئی ہے۔ جس نے اس قسم کے ایثار کی مثال پیش کی ہو۔ جو بہار کے ہندو وزیر اور اسمبلی کے ہندو صدر نے پیش کی ہے۔ تعلیم یافتہ مسلمانوں کو سمجھ لینا چاہیئے۔ کہ جس قدر وہ اپنی قوم کو اٹھانے اور ترقی دینے کی کوشش کریں گے۔ اسی قدر ان کے درجہ اور عزت میں بھی ترقی ہوگی۔ اس وقت ضرورت ہے کہ نہ صرف مسلمان یتامیٰ اور مساکین کی حفاظت کا انتظام کیا جائے۔ اور انہیں غیر مذاہب کے دام میں گرفتار ہونے سے بچایا جائے۔ بلکہ اچھوت اقوام کو بھی حلقہ بگوش اسلام بنایا جائے جماعت احمدیہ نے موجودہ وقت کی نزاکت اور اہمیت کو دیکھتے ہوئے باوجود اپنی دوسری بہت بڑی تبلیغی ذمہ داریوں کے تہیہ کر لیا ہے۔ کہ اچھوت اقوام کی اصلاح کا کام اپنے ہاتھ میں لے۔ اس لئے تمام مسلمانوں کا فرض ہے۔ کہ وہ اس کام میں پوری پوری دلچسپی لیں۔ اور ہر قسم کی امداد دیں ؂

شق القمر کا معجزہ

شق القمر کا معجزہ جس کا ذکر قرآن کریم میں ہے ہمیشہ سے غیر مسلموں کے اعتراضات کا نشانہ بنا ہوا ہے۔ سب سے بڑا اعتراض جو اس کے متعلق کیا جاتا ہے۔ وہ یہ ہے۔ کہ اگر چاند کا کوئی ٹکڑا علیحدہ ہوتا۔ تو ساری دنیا کا نظام درہم برہم ہو جاتا۔ اور یہ واقعہ صرف عرب میں ہی نہ دیکھا جاتا۔ بلکہ تمام روئے زمین پر اس کا مشاہدہ کیا جاتا۔ لیکن جس زمانہ کا یہ واقعہ بتایا جاتا ہے اس میں کسی اور ملک میں یہ نہیں دیکھا گیا۔

لیکن خدا کی شان ہے۔ تھوڑا ہی عرصہ ہوا۔ امریکہ میں اسی قسم کا ایک واقعہ رُونما ہوا۔ جس کا ذکر اخبارات نے "آسمان سے چاند گرا" کے عنوان سے کیا ہے۔ چنانچہ سٹیٹسمین کا ایک لنڈن کا نامہ نگار مقیم امریکہ نے لکھا ہے۔ تھوڑا ہی عرصہ ہوا لوگوں نے رات کے وقت آسمان سے ایک روشنی کا گولہ گرتے دیکھا۔ اس کے چاروں طرف بادل سا چھایا ہوا تھا جوں جوں وہ زمین کے نزدیک آ رہا تھا۔ روشنی زیادہ تیز ہوتی گئی۔ حتےٰ کہ ایسا معلوم ہوا۔ کہ صبح کا سورج نکل آیا۔ رات بالکل دن ہو گیا۔ بہت سے علاقہ میں یہ نظارہ دیکھا گیا۔ جو پرندے درختوں پر تھے۔ اس خیال سے کہ دن نکل آیا۔ اُڑنے لگ گئے۔ سائنس دان اس معاملہ میں مزید تحقیقات کر رہے ہیں ؂

آریہ اخبار تیج "دیکم اپریل" نے اس واقعہ کو حرف بحرف اسی طرح شائع کیا ہے۔ اور ظاہر ہے۔ کہ امریکہ میں اس سنے ہوئے کی وجہ سے وہ نظام عالم درہم برہم ہو گیا۔ حتیٰ کہ اگر کسی وجہ سے کوئی معمولی حادثہ بھی نہیں ہوا۔ اور نہ ساری دنیا نے اسے دیکھا۔ کیا اس سے شق القمر کے واقعہ پر جس قدر اعتراض کئے جاتے ہیں۔ باطل نہیں ہو جاتے ؂

بُت شکن بُت گر ہو گئے

کعبہ کے سینکڑوں بُتوں کو وحدانیت کے مذبح پر قربان کرنے کے واقعہ نے بت شکنی مسلمانوں کو مقدس ورثہ کے طور پر دی تھی۔ یعنے ان کا فرض تھا۔ کہ بت پرستوں کو خدا پرست بنا کر انہی کے ذریعہ بُتوں کو ریزہ ریزہ کر دیں۔ لیکن ہائے افسوس وہ زمانہ آ گیا۔ کہ بُت شکن بت گر بن گئے۔ چنانچہ نئی دہلی کی عمارتوں پر پُرانی نقاشی کے سلسلہ میں ہندوؤں کے دیوتاؤں کی شکلیں بنانے کا کام ایک شخص فیضی رحمان کر رہا ہے جس نے برہما۔ وشنو۔ شو کے علاوہ سرسوتی۔ ساوتری اور پاربتی کی "سنور رنگ مورتیاں" بنائی ہیں۔

اسلامی نام رکھ کر یہ کام کرنے والا یہ اکیلا ہی شخص نہیں۔ بلکہ کلکتہ اور بمبئی کے صوبوں میں مسلمان کہلانیوالی ایک بہت بڑی قوم پائی جاتی ہے۔ جس کا پیشہ بت گری اور بُت فروشی ہے۔ ہندو ان سے اپنے معبود بنوا کر پوجتے ہیں اور خود ان کا دوزخ شکم بھرتے ہیں ؂

بُت گر بت پرست بن گئے

یہی بات مسلمانوں کو خواب غفلت سے بیدار کرنے اور اسلام سے بے بہرہ اور ناواقف قوموں کی اصلاح پر آمادہ کرنے کے لئے کافی تھی۔ کہ اب معلوم ہوا ہے۔ ان بُت گر مسلمان کہلانیوالوں کو بت پرست بنانے کے لئے ہندو ان کے پاس پہنچ گئے ہیں۔ اور ایک مقام پر تو بہت سے بُت گروں کو ہندو بنا بھی لیا گیا ہے۔ جن لوگوں کا نسلاً بعد نسلاً پیشہ بُت گری چلا آتا ہو۔ ان کا ہندوؤں کی تحریک اور تحریص پر بُت پرست بن جانا کوئی مشکل بات نہ تھی۔ مگر افسوس مسلمانوں پر جنہوں نے ایسے لوگوں کی خبر نہ لی اب بھی وقت ہے۔ کہ عام مسلمانوں کو ہندوؤں کے حملے سے بچانے کے لئے انتظام کر لیا جائے۔ تبلیغی نظام کو پختہ اور باقاعدہ بنایا جائے۔ اور جو مبلغ اس میدان کے شہسوار ہیں۔ ان کی مالی اور اخلاقی لحاظ سے پوری پوری مدد کی جائے۔

افسوس سے کہنا پڑتا ہے۔ کہ جس وقت مسلمانوں کو ہندوستان میں عروج حاصل تھا۔ اس وقت انہوں نے اشاعت اسلام کے فرض کی ادائیگی کی طرف مطلق توجہ نہ کی۔ اور جو قومیں اس وقت مسلمان ہوئیں۔ انکی دینی تعلیم کا کوئی معقول انتظام نہ کیا۔ اسلاف کی اس غلطی کی تلافی کا اب وقت ہے۔ مسلمانوں کو چاہیئے کہ ان کی اس فروگذاشت کا تدارک کریں۔ گذارش کا مسلمانوں کو جلد سے جلد ازالہ کرنا چاہیئے +

بسم اللہ الرحمن الرحیم

خطبہ جمعہ

جرأت اور سچی بہادری دکھاؤ
مجلس شوریٰ پر آنیوالے احباب کو نصیحت

از حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ
فرمودہ ۱۵ اپریل سنہ ۱۹۲۷ء

دنیا میں مختلف رنگوں کے انسان ہوتے ہیں اور مختلف صفات کے انسان ہوتے ہیں۔ کبھی تو ایک انسان ترقی کرتے کرتے اس درجہ پر پہنچ جاتا ہے۔ جس درجہ کو محمدی درجہ کہتے ہیں۔ اور کبھی تنزل کرتے کرتے اس درجہ پر پہنچ جاتا ہے۔ جس کو ابلیس اور ابوجہل کا درجہ کہتے ہیں۔ مختلف صفات انسان کے اندر ہوتی ہیں۔ جن کے برے یا اچھے استعمال کے ساتھ اور جن کو احتیاط یا بے احتیاطی کے ساتھ کام میں لانے کے نتیجہ میں وہ اچھا یا برا بن جاتا ہے۔

انسانی قوتوں کے مختلف نتیجے

ایک ہی قسم کی قوتیں لیکر انسان دنیا میں آتا ہے۔ لیکن آگے ان کے نتیجے مختلف نکلتے ہیں۔ ایک انسان تو ایسا ہوتا ہے۔ جو اپنی عقل استعمال کر کے دنیا کی آسائش حاصل کرتا اور آرام کے سامان بہم پہنچا لیتا ہے۔ اور بسا اوقات ایسا انسان نہ صرف خدا کی رضا حاصل کرتا ہے۔ بلکہ بندوں پر بھی غیر فانی اثر چھوڑ جاتا ہے۔ اور ہمیشہ کے لئے اس کا نشان قائم کر دیا جاتا ہے۔ جسے کوئی مٹا نہیں سکتا۔ لیکن ایک شخص اسی عقل کو لیکر چوری کے طریقے نکالتا ہے۔ اسی عقل سے فتنہ و فساد اور جھگڑا پیدا کرتا ہے۔ اور بسا اوقات وہ صرف یہ ہی نہیں کرتا کہ خدا کی ناراضگی حاصل کر لیتا ہے بلکہ بندوں میں بھی رسوا ہوتا ہے۔ اور اپنے لئے ہمیشہ کی ذلت اور بدنامی پیدا کر لیتا ہے۔ مثلاً فرعون ہے۔ ہزاروں سال فرعون پر گذر گئے لیکن باوجود اس کے کہ یہ اسم علم نہیں یہ ذاتی نام نہیں۔ بلکہ مصر کے بادشاہوں کا لقب تھا۔ لیکن حضرت موسےٰؑ کے دشمن ایک فرعون کیوجہ سے یہ نام ہی گالی بن گیا۔ حالانکہ کوئی تعجب نہیں۔ کہ ان بادشاہوں میں سے جو فرعون کہلاتے تھے۔ نیک اور متقی بھی ہوں۔ بلکہ قرین قیاس یہی ہے کہ سینکڑوں سال جن کو حکومت دی گئی۔ وہ حضرت موسےٰؑ کے فرعون جیسے نہیں تھے۔ خدا ایسوں کو اتنا عرصہ حکومت نہیں دیا کرتا۔ اور ایسے لوگوں کو دیر تک برسر حکومت نہیں رہنے دیتا۔ ان فرعونوں کے نیک نام تاریخوں میں محفوظ ہیں۔ لیکن انکے رتبہ کی بلندی اور انکے نیک نام کی بڑائی اس شان کی نہ تھی۔ جو حضرت موسےٰؑ کے فرعون کی بدی کو مٹا دیتی۔ اسلئے حضرت موسےٰؑ کے ایک فرعون کی بدی اور قوتوں کے بد استعمال سے وہ برا ہو گیا۔ اور نہ صرف خود برا ہو گیا۔ بلکہ یہ نام ہی جو کہ پشتہا پشت سے ان لوگوں کی عزت کا معیار سمجھا جاتا تھا۔ گالی بن گیا۔ یہ کتنی بڑی برائی ہے۔ کہ ایک شخص کے اپنے قوتوں کو بے احتیاطی سے استعمال کرنے کے سبب ایک عزت کا نام گالی ہو جائے۔ حضرت موسےٰؑ سے مقابلہ کرنے والے فرعون کا اصل نام من فتاح کہا جاتا ہے۔ من فتاح کی برائی کتنی بڑی تھی۔ کہ اس سے وہ فرعون کا لفظ جو اس سے پہلے فرعونوں کے لئے عزت کا نشان تھا اس کی بدی سے گالی بن گیا۔ برائی تو تھی من فتاح کی۔ لیکن اس ایک کی برائی سے فرعون کا لفظ ہی برا ہو گیا۔ اب جب ہم کہتے ہیں۔ فرعون برا تھا۔ تو ہماری مراد یہ ہوتی ہے۔ کہ من فتاح برا تھا۔ اور من فتاح کی برائی کے اظہار کیلئے ہمیں فرعون کا لفظ بولنا پڑتا ہے لیکن باوجود اس کے اسکا یہ مطلب ہوتا ہے کہ یہ برائی ہمیشہ کے لئے اس نام کے ساتھ لگ گئی۔ اور فرعون لفظ ہی گالی بن گیا۔

قوت اور عقل کے صحیح استعمال کرنے کا نتیجہ

ان کے بالمقابل ایک وہ شخص ہے۔ جو اپنی عقل اور قوت کو صحیح طریق پر استعمال کرتا ہے۔ ایسا شخص ترقی کرتا ہوا اس درجہ پر پہنچ جاتا ہے۔ کہ وہ پچھلے لوگوں کے لئے یادگار بن جائے۔ اور وہ جس قوم کی طرف منسوب ہو وہ معزز سمجھی جائے۔ جس نسل کی طرف منسوب ہو وہ معزز ہو جائے۔ جس عالم کی طرف منسوب ہو۔ وہ معزز ہو جائے جیسے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کہ آپؐ جس قوم کی طرف منسوب ہوئے وہ قوم معزز ہو گئی۔ جس نسل کی طرف منسوب ہوئے وہ نسل معزز ہو گئی۔ جس عالم کی طرف منسوب ہوئے وہ عالم معزز ہو گیا۔

آنحضرت صلعم سے عالم انسان معزز ہو گیا

آدم کی پیدائش کے وقت جب فرشتوں نے اعتراض کیا کہ یہ پیدا ہو کر برے کام کریگا۔ تو خدا تعالےٰ نے فرمایا۔ تم کو کیا معلوم ہے کہ اس کی نسل سے کیسے کیسے اچھے انسان پیدا ہونگے۔ کون سے اچھے آدمی پیدا ہونے تھے وہ وہی تھے۔ جنہوں نے محمدی رنگ پایا۔ فرشتوں نے انسانوں کی برائیاں پیش کیں۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے ڈانٹ کر کہا انسانوں میں چور اور بد بھی ہونگے۔ لیکن باوجود اسکے پھر بھی اعلیٰ ہیں کیونکہ محمد (صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم) ان میں سے پیدا ہونیوالے ہیں تو اس انسان کا عالم آپ کے ذریعہ معزز ہو گیا۔ غرض اللہ تعالےٰ نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نقش قدم پر چلنے والوں کو پیش کیا۔ کہ وہ لوگ بھی تو ان میں پیدا ہونگے۔ جو محمدی درجہ پائیں گے۔ پس خداداد طاقتوں کو جب انسان نیک طور پر استعمال کرتا ہے۔ تو معزز ہو جاتا ہے۔ اور اگر وہ بد طور پر استعمال کرتا ہے۔ تو ذلیل ہو جاتا ہے۔

سچی جرأت

میرے نزدیک طاقت اور قوت کا درست اور برمحل استعمال اور جرأت و بہادری بھی نہایت عمدہ صفت ہے۔ وہ جرأت اور بہادری جسے سچائی کا یقین رکھتے ہوئے ظاہر کیا جائے وہ قابل تعریف ہوتی ہے میں دوسروں کی نسبت تو نہیں کہہ سکتا۔ مگر اپنی فطرت کے مطالعہ سے کہتا ہوں۔ کہ مجھے تو ایک دشمن کی بہادری بھی پسندیدہ نظر آتی ہے کوئی میری جان کا بھی دشمن ہو۔ وہ اگر کوئی کام بہادری سے کرتا ہے۔ تو میری فطرت اُسے بھی پسند کرتی ہے۔ لیکن بزدلی کبھی دنیا میں پسند نہیں کی جاتی۔ نہ نیکوں میں نہ بدوں میں۔ یہاں تک کہ ایک بزدل چور بھی چوروں میں برا سمجھا جاتا ہے۔

قاتل کی جرأت پر اُسکی تعریف

ایک شخص نے ابھی چند دن ہوئے ایک قتل کیا۔ ایک نیپالی لڑکی کو ایک دولت مند ہندو نے خرید لیا۔ اور بغیر نکاح کے اپنے گھر میں رکھا۔ ایک شخص نے جو ڈاکٹری کا طالب علم تھا۔ اس شخص کو مار دیا۔ اور خود پولیس میں جا کر اقبال جرم کر لیا۔ اس نے کہا چونکہ ہندو ہماری قوم کی لڑکیوں کو اسطرح قبضہ میں لیکر ان کی عصمت بگاڑتے ہیں۔ جو ہماری قوم پر بدنما دھبہ ہے اسلئے میری غیرت نے گوارا نہ کیا۔ کہ میں اسے برداشت کروں اسلئے میں نے اُسے مار دیا ہے۔ مقدمہ شروع ہوا۔ اور جج نے پھانسی نہیں دی۔ بلکہ آٹھ سال قید کی سزا دی ہے۔ لیکن اس پر بھی ملک میں شور پڑا ہوا ہے۔ کہ اسے چھوڑ دینا چاہیئے اس نے اچھا کام کیا ہے۔ مگر یہ بات غلط ہے۔ کیونکہ کسی مجرم کو خود سزا دینا بالکل غلط طریق ہے۔ اگر یہ طریق جاری ہو جائے تو تمدن اور تہذیب ٹکڑے ٹکڑے ہو جائے۔ لیکن باوجود اس بات کے اسکے فعل کو بھی بہادری کہا جاتا ہے۔ کیونکہ اُسنے اپنی قوم کی عزت کی خاطر یہ کام کیا۔ گو غلط طریق سے کیا۔ کیا ہندو اور کیا مسلمان حتےٰ کہ انگریزوں کی ایک سوسائٹی نے بھی اس کی رہائی کی درخواست کی ہے۔ اسکی وجہ یہی ہے کہ وہ دلیرانہ فعل تھا۔ جو اُس نے کیا۔ اور اس دلیری سے اس کام کی برائی چھپ گئی۔

بہادری کیوجہ سے بُرے کام کی تعریف

بچپن میں ایک طالب علم ہم کو ڈاکو دل

سکھ قصے سنایا کرتے تھے۔ اور ان قصوں کو سناتے ہوئے وہ ایسے منہ سے بیان کرتے تھے۔ جیسے کسی نبی کا قصہ سنا رہے ہیں۔ اس وقت سندر سنگھ اور جبرو کے واقعات بہت مشہور تھے۔ جو بڑی تعریف کے ساتھ سُناتے۔ سندر سنگھ اور جبرو کی کیوں تعریف ہوتی تھی۔ حالانکہ وہ ڈاکو تھے۔ اور ڈاکے مارتے تھے جو برا کام ہے۔ مگر اس برے کام کی ہی لوگ تعریف کرتے تھے۔ اس کی صرف یہی وجہ تھی۔ کہ وہ دلیری سے ڈاکے مارتے تھے۔ بے شک ڈاکہ زنی برا کام ہے۔ مگر چونکہ وہ دلیری سے اس برے کام کو کرتے تھے۔ اس لئے ان کا یہ برا فعل بھی خوبصورت ہو جاتا تھا۔

پسندیدہ کاموں میں بہادری دکھانا

جب ایک برا کام بھی بہادری اور جرأت کے سبب خوبصورت بن جاتا ہے۔ تو جو کام خدا کے لئے بہادری سے کیا جائیگا۔ وہ کیوں خوبصورت نہ ہوگا۔ وہ افعال جن کو فطرت حقارت سے دیکھتی ہے۔ اگر وہ بھی بہادری جرأت اور دلیری کے ساتھ کئے جائیں۔ تو بعض لوگوں کو خوشنما نظر آنے لگتے ہیں۔ پھر اگر خدا تعالےٰ کے لئے کوئی شخص ایسا کرتا ہے۔ اور اچھے کاموں کے لئے بہادری دکھاتا ہے۔ تو وہ کیوں دنیا میں خوبصورت نظر نہ آئیگا۔ اس کے لئے کسی فکر اور سوچ اور کسی قوت واہمہ سے کام لینے کی ضرورت نہیں۔ کیونکہ ایسے لوگ ہمیشہ عزت کی نگاہ سے دیکھے جاتے ہیں۔

قرآن کریم سے مثال

دو [illegible] کے ایک زمانہ کی بابت قرآن کریم فرماتا ہے جو بھائی تھے۔ ایک نے دوسرے کو مارنا چاہا۔ اس لئے کہ اس کی قربانی قبول ہوئی۔ اور دوسرے کی نہ ہوئی جس نے مارنا چاہا اس نے بہادری سے کام نہ لیا۔ کیونکہ اس نے اس لئے مارنا چاہا کہ اُس کی قربانی قبول نہیں ہوئی۔ لیکن دوسرے نے جس کی قربانی قبول ہو گئی تھی۔ بہادری سے کام لیا۔ وہ بہادری نہیں جو وحشی لوگ دکھاتے ہیں۔ وہ بہادری نہیں جو کتے اور سؤر کی طرح بعض انسان دکھاتے ہیں۔ بلکہ وہ بہادری جو سچے بہادروں کی ہوتی ہے۔ وہ اس سے ظاہر ہوئی۔ وہ اپنے دوسرے بھائی کو جو اُسے قتل کرنا چاہتا کہتا ہے۔ تم بے شک مجھے مار دو۔ تم نے اپنا خیال اور اپنی منشا مجھ پر ظاہر کر دی ہے۔ مگر باوجود اس علم کے میں یہ نہیں کرونگا۔ کہ تم کو مار دوں۔ دنیا میں یہ طریق ہے۔ کہ اگر کسی شخص کے متعلق معلوم ہو جائے کہ وہ قتل پر آمادہ ہے۔ تو جسے قتل کرنا چاہے۔ وہ اس کے حملہ سے پہلے ہی اسے قتل کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ لیکن یہ شخص اپنے بھائی سے کہتا ہے۔ تمہارا ارادہ گو مجھے معلوم ہو گیا ہے۔ کہ مجھے قتل کرنا چاہتے ہو۔ لیکن میں تمہیں نہیں مارونگا۔ کیونکہ یہ فعل مذموم ہے۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ یہ بہادری ایسی پسند آئی۔ کہ ہم نے فیصلہ کر دیا۔ اگر کوئی کسی نیک شخص کو بلا وجہ مارتا ہے۔ تو وہ ایک شخص کا قاتل نہیں۔ سارے جہان کا قاتل ہے۔ کیونکہ اس نے نیکی کو ضائع کرنا اور بدی کو پیدا کرنا چاہا ہے۔ تو بہادری بھی نیکی ہے۔ وہ دوسرا شخص جو قتل کرنے پر آمادہ ہوا۔ بجائے اسکے کہ خدا کا مقبول بننے کی کوشش کرتا قتل کرنے پر آمادہ ہو گیا۔ اور یہ بزدلی ہے۔ لیکن دوسرے نے بہادری دکھائی۔ وہ خدا کا اور زیادہ مقبول ہو گیا۔ اللہ تعالےٰ نے اس کی بہادری کو پسند کیا۔ اور فیصلہ کیا کہ آئندہ جو بھی اس طرح قتل ہوگا۔ اس کا قتل دنیا کے قتل کے برابر سمجھا جائیگا۔ کیونکہ قاتل صرف اس نیکی کرنے والے کو نہیں مٹاتا۔ بلکہ نیکی کو مٹاتا ہے۔ تو بہادری ایسا فعل ہے۔ جو خدا کے نزدیک بھی اور اس کے بندوں میں بھی مقبول چلا آتا ہے اور جو لوگ اپنے یقین کے مطابق اسے کرتے ہیں۔ وہ عزت پاتے ہیں۔ دشمنوں کو بھی ایسی باتیں پسند آتی ہیں۔ درحقیقت ایسا شخص جو ایک بات کو سچا سمجھکر پھر اس پر عمل نہیں کرتا۔ اور اُسے قبول نہیں کرتا۔ وہ بزدل ہے۔

مجلس شوریٰ پر آنے والوں کو مشورہ

آج اس جگہ پر ہمارے دوست دور دراز مقامات سے تشریف لائے ہیں۔ اور جمعہ کی نماز کے بعد انشاء اللہ تعالےٰ مجلس شوریٰ ہوگی۔ اس لئے میں نے یہ خطبہ پڑھا۔ اگر وہ اپنے ارادوں اور کاموں میں بھی خوبصورتی پیدا کرنا چاہتے ہیں۔ تو ہر کام میں جرأت دلیری اور بہادری دکھائیں۔ ان کے سب کام چونکہ خدا تعالےٰ کے لئے ہوتے ہیں۔ اس لئے وہ سب خوبصورت بن جائیں گے۔ اگر ہم یہ نہیں کر سکتے۔ تو ہمارے لئے پھر کوئی خوبصورتی نہیں۔ ہم اگر آسمان پر بھی چڑھ جائیں۔ اور کہیں کہ مسیح موعود آ گئے۔ تو کوئی قبول نہ کریگا۔ دنیا میں ہماری قربانی اور جرأت سے ہی تبدیلی پیدا ہوگی۔ پس ہمیں ہر قربانی کے لئے اپنے آپ کو تیار کرنا چاہیئے۔ جب ہماری یہ حالت ہوگی۔ تو دنیا خود ہماری خوشبو سونگھیگی۔ دنیا خود ہمارے پاس آئیگی۔ دنیا خود ہم کو قبول کرے گی۔ پس میں اس موقعہ پر تشریف لانے والے دوستوں سے کہتا ہوں۔ وہ مجلس میں جب جائیں۔ تو اپنی آراء اور اپنے ارادوں اور اپنے خیالات اور اپنی خواہشات کو خدا تعالےٰ کی رضا کے ماتحت کریں۔ اور سچی جرأت کے ساتھ ان کا اظہار کریں۔ تا وہ احمدیت کے پھیلانے کے لئے ایسے کام کر سکیں۔ جو سچی بہادری کے ہیں۔ اور وہ اپنی بہادری اور جرأت سے آنے والوں کے لئے وہ راستہ کھول سکیں۔ جو انکو اصل منزل تک پہنچا سکے۔ پس سچی بہادری پیدا کرنے کی کوشش کریں۔ اور اپنی آراء کو جرأت کے ساتھ ظاہر کریں۔ تا جو اصل مطلب ہے۔ وہ حاصل ہو سکے۔ اور احمدیت پورے زور کے ساتھ دنیا میں پھیل سکے۔

دعا

میں دعا کرتا ہوں۔ کہ ہم میں نفاق نہ ہو۔ بزدلی نہ ہو ہم سچائی پر قائم رہیں۔ خدا کے سوا کسی اور کا ڈر نہ رہے۔ اور اللہ کے سوا کسی اور کی آرزو اور خواہش نہ ہو۔ اور خدا تعالےٰ ہمیں سچائی کے پھیلانے والا بنائے اور سچائی کے پھیلانے کے لئے آپ ہمیں راستے بتائے۔ اور ان راستوں پر چلائے۔ آمین ؛

زراعتی تعلیم کی طرف توجہ کی ضرورت

احباب کی اطلاع کے لئے شائع کیا جاتا ہے۔ کہ گورنمنٹ کی طرف سے زراعتی تعلیم کے لئے لائلپور میں ایک اعلےٰ پیمانہ کا کالج ہے جس میں انٹرنس پاس شدہ طالب علم لئے جاتے ہیں۔ اور پھر انکو چار سال تک فن زراعت اور اس کے متعلقات کی تعلیم دیجاتی ہے۔ اس چار سال کورس کے فارغ التحصیل طلباء یونیورسٹی کی طرف سے بی۔ اے۔ زراعت کی ڈگری حاصل کرتے ہیں۔ یہ کالج گو ایک عرصہ سے جاری ہے لیکن چونکہ حال ہی میں گورنمنٹ عالیہ نے ملک کی زراعتی ترقی کی طرف خاص توجہ کرنی شروع کی ہے اور اس وقت خصوصیت کے ساتھ زراعتی ترقی کے سوال پر غور کر کے رپورٹ کرنیکی غرض سے ہندوستان میں ایک شاہی کمیشن دورہ کر رہا ہے اسلئے اب اس کالج کی قدر و منزلت بہت بڑھ گئی ہے۔ اور صیغہ زراعت میں عنقریب بہت بڑی وسعت کا دروازہ کھلنے والا ہے۔ امید کیجاتی ہے کہ ابھی کئی سال تک گورنمنٹ کو اس کالج کے فارغ التحصیل طلباء کی اسقدر مانگ ہوگی کہ کوئی کامیاب طالب علم بغیر ملازمت حاصل کئے نہیں رہیگا۔ زراعتی گریجوایٹوں کا گریڈ فی الحال ۱۰۰-۱۰-۳۵۰ ہے۔ لیکن کوئی تعجب نہیں ہے کہ اس گریڈ کو عنقریب اور بھی زیادہ کر دیا جائے۔ پس ایسے احباب کو اس لائن کی طرف خاص توجہ کرنی چاہیئے۔ اور خصوصاً زراعت پیشہ احباب کے لئے تو یہ ایک بہت عمدہ اور مناسب موقعہ ہے۔ کیونکہ اس لائن میں نہ صرف انکے بچوں کو معقول ملازمت ملجاویگی بلکہ وہ اپنے زمینداروں میں بھی ترقی کے راستے کھول سکیں گے۔ کالج کا ماہواری خرچ قریباً [illegible] روپیہ ہے۔ اور اکثر طلباء کو ڈسٹرکٹ بورڈوں اور بعض کو خود کالج کی طرف سے بھی امدادی وظائف ملجاتے ہیں۔ مزید حالات کی دریافت کے لئے زراعتی کالج لائلپور کے پرنسپل صاحب سے پراسپکٹس منگوایا جا سکتا ہے۔

مرزا بشیر احمد ناظر تعلیم و تربیت قادیان

مغربی افریقہ میں تبلیغ اسلام

سرحد صحرائے اعظم پر افتتاح مسجد

لوکل چیفس کو پیغام حق

بہت عرصہ سے میں بذریعہ الفضل احباب کی خدمت میں حاضر نہیں ہو سکا۔ جس کی وجہ یہ نہیں۔ کہ یہاں کوئی کام نہیں ہو رہا یا یہ کہ میں اپنے فرض کو فراموش کر چکا ہوں۔ جو آپ لوگوں کی خدمت میں بذریعہ الفضل حاضر ہونے کا مجھ پر عائد ہے۔ یا یہ کہ میں آپ کو بھول گیا ہوں۔ نہیں ہرگز نہیں۔ کام بھی خدا کے فضل سے ہو رہا ہے۔ فرض فراموش بھی نہیں ہوں۔ آپ بھی میری یاد سے نہیں اترے۔ صرف بات یہ ہے۔ کہ بعض مشکلات کی وجہ سے طبیعت پر ایک نہایت گہرا اثر اور بڑا بھاری بوجھ رہتا ہے جس کے باعث لکھنے سے قاصر رہا ہوں۔ ورنہ جتنے لوگ سلسلہ میں داخل ہوئے۔ ان کی اطلاع حضرت کے حضور دیدی گئی۔ اور محکمانہ رپورٹ دفتر تبلیغ میں بھیجی جاتی رہی ؛

۲۵ جنوری کو یہاں سے چلکر خاکسار ایک ایسی جگہ پہنچا۔ جس سے آگے صحرائے اعظم شروع ہوتا ہے۔ وہاں ہمارے احباب نے مسجد بنائی تھی۔ اس کے افتتاح کی رسم ادا کرنا تھی۔ جو خدا کے فضل سے ۲۸ جنوری کو بعد نماز جمعہ ادا کی گئی۔ اس موقعہ پر علاوہ اپنی جماعت کے احباب کے بہت سے بت پرست عیسائی اور غیر احمدی بھی موجود تھے۔ اس جگہ کے لوکل چیف جو ایک نہایت بڑی شان والے چیف ہیں۔ مع اپنے درباریوں کے موجود تھے۔ خدا تعالیٰ کے فضل سے یہ رسم نہایت کامیابی سے ادا ہوئی۔ تمام حاضرین کا فوٹو لیا گیا۔ اور پھر چیف کے ساتھ میں نے الگ فوٹو لیا۔ جو انشاءاللہ ریویو انگریزی میں چھپ جائے گا۔ کمشنر

میں نے گورنمنٹ جونیر ٹریڈ سکول کا معائنہ کیا۔ جہاں ڈسٹرکٹ صاحب خود ہی اپنے ساتھ لے گئے تھے۔ یہ سکول ملک کے لئے ایک بہت بڑی رحمت ہے۔ اگر لوگ اس کی قدردانی کریں۔ تو ان کے لئے بہت مفید ہو گا ؛

پھر میں نے عیسائی سکول کا معائنہ کیا۔ یہ ایک پرائمری سکول ہے۔ عیسائیت کے لئے کام کر رہا ہے۔ اور کامیابی سے چل رہا ہے۔ لوکل چیف کو ایک اچھے خاصے مجمع کے سامنے تبلیغ کی گئی اور دعوت اسلام دی گئی۔ ۲۲ نفوس داخل سلسلہ ہوئے۔ تین ایک دوسری جگہ سے۔ کل ملا کر ۲۵ ہو گئے۔ اللہ تعالیٰ انہیں استقامت بخشے ؛

میرے وہاں جانے سے قبل مشہور تھا کہ سفید آدمی مسلمان نہیں ہوتے۔ اور وہ نمازیں نہیں پڑھتے۔ مگر خدا تعالیٰ نے میرے وہاں جانے سے ان کی آنکھیں کھول دیں۔ اور وہاں اچھا اثر ہوا۔ خصوصیت کے ساتھ جبکہ انہوں نے مجھے D.C. کے ساتھ ایک ہی موٹر میں بیٹھے دیکھا۔

۳۰ جنوری کو وہاں سے واپسی ہوئی۔ کوماسی ریلوے سٹیشن ہے۔ جہاں سے ریل پر سوار ہو کر سالٹ پانڈ آنا تھا۔ حکومت برطانیہ کے یہاں آنے سے قبل کوماسی کو وہی پوزیشن حاصل تھی۔ جو پنجاب میں اس حکومت کے آنے سے قبل سکھوں کے کسی بہت بڑے مرکز کو۔ جیسا کہ ایک دفعہ پہلے لکھ چکا ہوں۔ یہاں کے بادشاہ کو جلاوطن کر دیا گیا تھا۔ اور سنہ ۱۹۲۴ء میں وہ ۲۵ سال کے بعد اپنے ملک میں واپس لائے گئے۔ دو سال نظر بند رہے۔ اب سنہ ۱۹۲۶ء کے آخر میں بعض پابندیوں کے ماتحت ان کو حکومت میں کچھ حصہ دیا گیا ہے۔ اور گو ان کی موجودہ حیثیت ایک معمولی ذیلدار سے کسی صورت میں زیادہ نہیں۔ اور ان کی موجودہ شان ان کی پہلی شان کا ہزارواں حصہ بھی نہیں۔ مگر پھر بھی ان کے محل میں جانا معمولی دل گردے والے آدمی کا کام نہیں ؛

مجھے وہاں جانے پر قاروں کا جو نقشہ کتابوں میں پڑھا تھا۔ آنکھوں کے سامنے پھر گیا۔ جب میں گیا۔ تو وہ فرصت کا وقت تھا یعنی دربار کا وقت گذر چکا تھا۔ مگر پھر بھی ۱۵۰ کے قریب نفوس ان کے اردگرد بیٹھے تھے۔ ایک شخص اتنی کنجیاں اپنی گود میں اٹھائے بیٹھا تھا۔ کہ واقعی اِنَّ مَفَاتِحَهٗ لَتَنُوْٓءُ بِالْعُصْبَةِ اُولِی الْقُوَّةِ کا نظارہ جسمانی رنگ میں آنکھوں کے سامنے آ گیا۔ میرے پچھلی دفعہ کے ملنے سے وہ واقف ہو چکے تھے۔ دوستانہ رنگ میں پیش آئے۔ بلکہ ہیر سیکرٹری صاحب سے بھی بے تکلفی سے ملے۔ ان کو کھلی کھلی اسلام کی تبلیغ کی گئی۔ عیسائی ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی آمد کا مژدہ سنایا گیا۔ مسیح ناصری کی دوبارہ آمد کے موہوم انتظار سے نجات پانے کو کہا گیا۔ وہ بہت خوش اور ممنون ہوئے یہاں سے چلکر ہر فروری کو خاکسار واپس سالٹ پانڈ پہنچ گیا ؛

خدا کے فضل سے سکول تعطیلوں کے بعد کھل گیا ہے۔ گرانٹ ملنے کا فیصلہ اس مہینے کے آخر میں ہو گا۔ خدا تعالیٰ ہماری دستگیری کرے۔ احباب سے درخواست دعا ہے۔

ہم نے یہاں کی لوکل زبان میں انگریزی کی کتاب نماز کا ترجمہ کرایا تھا۔ طباعت کے لئے روپیہ نہ تھا۔ اب خدا تعالیٰ کے فضل سے ایک دوست کو توفیق ہوئی۔ کہ انہوں نے ساری لاگت ہم کو دینے کا وعدہ کیا۔ چنانچہ پچاس پونڈ دے چکے ہیں۔ جو مسودہ کے ساتھ لنڈن مطبع والوں کو بھیجے جا چکے ہیں۔ خدا نے چاہا۔ تو تین ماہ تک یہ کتاب چھپ جائیگی۔ یہ روپیہ ہیں تجارت کے اصول پر ملا ہے۔ مگر پھر بھی دینے والے صاحب کے اخلاص کا سچا نقشہ ہے۔ احباب ان کے لئے اور دیگر سب دوستوں کے لئے دعا فرمائیں۔

بحمد اللہ پہلے تو یہاں سالٹ پانڈ میں مردوں کو مختلف کتب دینیہ کا درس دیا جاتا تھا۔ جو روزانہ ہوتا تھا۔ اب عورتوں کو بھی پڑھانا شروع کر دیا ہے۔ ہفتہ میں تین بار۔ عربی۔ نماز کا صحیح تلفظ اور ترجمہ قرآن اور عام روزانہ زندگی میں کام آنے والے مسائل ان کو سکھائے جاتے ہیں۔ یہ بھی میری ڈیوٹی کا ایک ضروری جزو تھا۔ جس کا بجا نہ لانا فرض کی کوتاہی تصور کیا جاتا۔ اس سے اب میرے کام کی اور بھی زیادتی ہو گئی۔ اور صحت میری آگے ہی کمزور ہوتی چلی جا رہی ہے۔ یہاں کی آب و ہوا انسان کی صحت پر ایک زہریلا اثر پیدا کرتی ہے۔ اس لئے میں احباب سے نہایت خصوصیت کے ساتھ دعا کے لئے عرض کرتا ہوں۔ والسلام

خاکسار فضل الرحمٰن حکیم عفا اللہ عنہ۔

"ملاپ" کا بے جا واویلا

مہاشہ لکشمی چند ایڈیٹر نے اخبار "بھارت" جالندھر میں ایک دفعہ لکھا تھا:۔

"اس میں شک نہیں۔ کہ ہم نے رشی (دیانند) کی وفات کے بعد وہ رویہ اختیار کیا۔ جو ہمیں نہیں کرنا چاہئیے تھا۔ یعنی غیر مذہب والوں کی تردید ہی کرنا اور ان کی کسی بات کو بھی تسلیم نہ کرنا۔ ممبران آریہ سماج کی گذشتہ و موجودہ روش سے اس قول کی پوری پوری تصدیق ہوتی ہے۔ کیونکہ یہ لوگ منہ سے تو کہتے ہیں۔ کہ اسَت کو چھوڑنا اور سَت کو قبول کرنا ہمارا فرض اولین ہے مگر درحقیقت ان کا عمل اس کی تکذیب اور مہاشہ لکشمی چند کے قول کی تصدیق کرتا ہے۔ دور جانے کی ضرورت نہیں۔ مثال کے طور پر اخبار ملاپ لاہور کا وہ آرٹیکل ہی پڑھ لیجئے۔ جو سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی بریڈلا ہال والی تقریر پر بے جا نکتہ چینی کرتے ہوئے لکھا گیا ہے۔ اور جس میں ایڈیٹر صاحب نے سچائی کو مشتبہ کرنے کی سعی ناکام کی ہے۔ حالانکہ حضرت نے دلائل و واقعات سے لبریز تقریر میں جو کچھ بیان فرمایا۔ وہ ایسا تھا۔ کہ ہمارے برادران سماج اس پر ٹھنڈے دل سے غور کرتے۔ اور جن سچائیوں کا اس میں اعادہ کیا گیا تھا۔ ان کو قبول کرتے ہوئے آئندہ یہ کہنے سے باز آ جاتے۔ کہ اسلام جبر کی تعلیم

بتاتا ہے۔ یا مسلمانوں نے اسلامی تعلیم کی بناء پر مفتوح اقوام سے مذہبی رنگ میں تشدد کا برتاؤ کیا۔ لیکن بجائے اس کے "ملاپ" لکھتا ہے کہ:۔

"مرزا صاحب نے اپنے لیکچر میں بارہا اوقات ہندو تواریخ سے بھی ناواقفیت کا ثبوت دیا۔ انہوں نے پراچین (قدیم) ہندوؤں پر کنایۃً یہ الزام لگایا۔ کہ انہوں نے بودھوں۔ یونانیوں۔ سیتھیوں اور ہنوں جاتی پر جبر کرکے ان کو تباہ کیا۔ یا جبر سے اپنے دہرم میں شامل کر لیا۔ لیکن مرزا صاحب نے ساتھ ہی یہ فرمانا مناسب نہ سمجھا کہ جس طرح اہل مکہ فوج در فوج فتح مکہ پر اسلام میں شامل ہو گئے تھے۔ ویسے ہی آریہ جاتی کے اندر ویدک دہرم کے سچی جیوت (حیات تازہ) ہو جانے پر دیگر اناریہ (غیر آریہ) جیتوں نے ویدک دہرم کی خوبیوں کا شیدائی ہوکر ویدوں کی پیروی کو اپنی عاقبت کی سرخروئی کا سامان سمجھا۔

(ملاپ لاہور ۱۹ مارچ ۱۹۲۷ء)

حضرت اقدس نے صرف یہی نہیں فرمایا کہ ہندوؤں نے بودھوں کو اور اسی طرح یونانیوں سیتھیوں اور ہون جاتی پر جبر کرکے ان کو تباہ کیا۔ یا جبر سے اپنے دہرم میں شامل کر لیا۔ بلکہ ساتھ ہی اس کی بناء پر یہ بھی فرمایا تھا۔ کہ ہندوؤں نے بودھوں کو غارت اور برباد کرنے کے لئے بعض اناریہ اقوام کو مثلاً راجپوت وغیرہ کو اپنے ساتھ ملا لیا۔ جیسا کہ اگنی کنڈ کی روایات سے ظاہر ہے لیکن اگر پرانی اگنی کنڈ والی روایت سے قطع نظر بھی کر لی جائے تو بھی ایڈیٹر صاحب ملاپ کا حضرت اقدس کے متعلق جبکہ حضرت مسیح موعود کے بیان پر اعتراض کرتے ہوئے انہیں ہندو تواریخ سے ناواقف ظاہر کرنا نہ صرف غلط بلکہ خود اپنی لاعلمی اور بے واقفیت کے واضح ہونے پر مہر تصدیق ثبت کرتا ہے۔ کیونکہ جنہوں نے ہندوستان کی قدیم تواریخ کا سرسری نظر سے بھی مطالعہ کیا ہے۔ وہ جانتے ہیں کہ ہندو سورماؤں نے اپنے زمانہ عروج میں بودھوں پر کس قدر ظلم کئے۔ اور کس بے دردی اور بے رحمی سے ان کو نیست و نابود کیا۔ اور ان پر طرح طرح کے مظالم توڑ کے انہیں ملیا میٹ کر دیا۔ اور اس طرح سیتھین۔ یونانی اور تاتاری وغیرہ کی اناریہ اقوام پر بھی جبر و تعدی کی۔ اور ان سے اس شدت سے انتقام لیا۔ کہ آج ہندوستان میں ان کا نام و نشان تک نظر نہیں آتا۔

بیشک ممکن ہے۔ ایڈیٹر صاحب اب بھی یہی فرمائیں کہ مضمون نگار نے بھی "ہندو تواریخ" سے ناواقفیت کا ثبوت دیا ہے۔ اس لئے ذیل میں بطور مشتے نمونہ از خروارے "ہندو تواریخ" سے دو مستند شہادتیں نقل کی جاتی ہیں۔ جن کا مطالعہ بتلا دے گا کہ ایڈیٹر صاحب ملاپ کا سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح کو ہندو تواریخ سے ناواقف بتلانا درست ہے یا غلط۔ امید ہے۔ کہ مندرجہ ذیل مستند تاریخی شہادتوں پر مدیر ملاپ ٹھنڈے دل سے غور کریں گے۔ اور انہیں معلوم ہو جائے گا۔ کہ بودھوں نے قریش مکہ کی طرح برضا و رغبت ہندو دہرم قبول کیا تھا یا اس سے انکار کرنے پر ہندوانی تلوار نے ٹکڑے ٹکڑے کرکے ان کو چیل کوؤں کی خوراک بنا دیا تھا۔ شنکر دگ وجے میں لکھا ہے۔ جب شری کمارل بھٹ نے راجہ سودہن وا کے دربار میں جاکر بودھ پنڈتوں کو بحث میں شکست دی۔ تو بموجب معاہدہ راجہ سودہنوا نے ہندو دہرم اختیار کر لیا۔ اور جس وقت وہ بدھ سے ہندو بن گیا۔ تو اس نے اپنے ماتحت اہلکاروں کو حکم دے دیا کہ:۔

"آسیتو راتوشار ادریہ بودھا نام ورِدّھ بالکم
نہ ہنتی یہ سہنتو یہ بھر تیان اتی انو شاشان نرپیہ"

یعنی "راجہ نے اپنے ملازموں کو حکم دیا کہ ہمالیہ سے لیکر سیتو رامیشور تک انہیں جس قدر بھی بودھوں کے بچے بوڑھے ملیں۔ سب کو تباہ و ہلاک کر دو۔ اور اگر کوئی ملازم ان کو غارت کرنے سے منہ موڑے گا تو اسے بھی سزائے موت دی جائے گی"

(رسالہ براہمن سروسو اٹاوہ جلد ۶ نمبر ۱ صفحہ ۱۶)

اس مستند تاریخی شہادت کی موجودگی میں ایڈیٹر صاحب ملاپ کا حضرت اقدس کو ہندو تواریخ سے ناواقف بتلانا اور اپنے آباؤ اجداد کی سفاکیوں پر پردہ ڈالنے کے لئے یہ لکھنا پبلک کی آنکھوں میں خاک جھونکنا نہیں۔ کہ بودھوں نے تو ہندو دہرم ویسے ہی برضا و رغبت قبول کیا تھا۔ جس طرح کہ فتح مکہ پر قریش نے اسلام کو اختیار کیا۔ جب شنکر دگ وجے کا مصنف صاف اور واضح الفاظ میں گواہی دے رہا ہے۔ کہ راجہ سودہن وا نے اپنی تمام اس رعایا کو جو ویدوں سے منکر اور ہندو دہرم سے رو گرداں تھی۔ قتل و غارت کروا دیا۔ تو ایسی حالت میں ہم نہیں سمجھتے۔ ایڈیٹر صاحب "ملاپ" نے کس بناء پر ایک حق بات کو مشتبہ کرنے کے لئے بے بنیاد واویلا کیا۔

یہ تو تھا بودھوں کی غارت گری کے متعلق بہت سے ثبوتوں میں سے ایک ثبوت۔ اب پارسی۔ سیتھین۔ تاتاری اور ہن وغیرہ اقوام کی ہلاکت و تباہی کا حال بھی ایڈیٹر صاحب ملاپ کی پارٹی کے ایک معزز ممبر یعنی پنڈت راجارام صاحب پروفیسر ڈی اے وی کالج لاہور اپنی جدید تصنیف "شدھی شاستر" میں بحوالہ بھوشیہ پران یوں رقمطراز ہیں:۔

"دہار ہونان بربرا نشیح مرنڈا نشیح تکھاں کھساں یونان
یوانشجیہ روم جان کھرتسنبہوان۔ وہ دیپ تستھان
کامرو پیچ جنیان ساگر مدھیہ گان۔ پہا ہنتیہ بھسم
سات کروں وید منتر پربھاوتہ"

ترجمہ: "دہار۔ ہونان۔ بربر۔ مرنڈ۔ شک۔ کھس۔ یون (یونانی) پرشین (پارسی) روم۔ گردھیل۔ کامرو۔ چینی اور ٹاپوؤں میں رہنے والی دیگر ملیچھ اقوام کو وید منتروں کے اثر سے (ویدک تعلیم سے متاثر ہوکر) پر دیوتا نے بھسم کر دیا"۔ (شدھی شاستر صفحہ ۸۴ و ۸۵)

یہ کسی انگریز کا بیان نہیں۔ کسی سکھ یا جینی نے نہیں کہا۔ کسی مسلمان نے نہیں لکھا۔ کوئی بودھ نہیں کہہ رہا۔ بلکہ "ہندو تواریخ" کہہ رہی ہے۔ اور خود آریہ سماج کا ایک فاضل بتلا رہا ہے کہ پردیوتا نے اپنے عہد میں ہندوستان کی ان تمام اقوام کو جو یونان۔ ایران۔ چین اور ترکستان اور اسی طرح دیگر ممالک سے آکر یہاں آباد ہو گئی تھیں۔ انہیں ویدک تعلیم سے متاثر ہوکر تباہ و برباد کر دیا۔

اب بتلائیے! کیا اس گھر کے بھیدی کی گواہی ہمارے آقا و مولا کی زوردار لفظوں میں تائید نہیں کر رہی؟ کیا اب اس قسم کی زبردست اور مستند شہادتوں کے ہوتے ہوئے بھی ہمارے سماجی دوست یہی راگ الاپے جائیں گے۔ کہ ویدک دہرمیوں نے کبھی کسی قوم پر جبر و تشدد نہیں کیا۔ یا اب بھی یہ کہہ اور لکھ کر پبلک کو مغالطہ میں ڈالا جائے گا۔ کہ بودھ اور اناریہ اقوام نے ہندوؤں کے جبر اور دباؤ سے نہیں بلکہ "ویدک دہرم کی خوبیوں کا شیدائی ہوکر ویدوں کی پیروی کو اپنی عاقبت کی سرخروئی کا سامان سمجھا"

کیا ویدک دہرم کی خوبیوں کے شیدائی اسی قسم کے سلوک کے مستحق ہوا کرتے ہیں۔ کہ انہیں تباہ و برباد کر دیا جائے۔ یا بھسم کرکے ان کی راکھ ہوا میں اڑا دی جائے؟

سماجی مترو! بتلاؤ۔ کیا یہی ویدک رواداری ہے کیا اسی کا نام بردباری۔ سہن شیلتا اور خیالات کی آزادی ہے جب آپ لوگوں کے آباؤ اجداد ایک نہیں دو نہیں۔ بہت سی کثیر التعداد قوموں کو دنیا سے نیست و نابود کر چکے۔ اور انہیں اس قابل نہ چھوڑا۔ کہ وہ اپنے پیچھے نام لیوا اور پانی دیوا چھوڑ جائیں۔ تو کیا ایسی حالت میں تمہارا اسلام اور اہل اسلام کے منہ آنا اور ان پر عدم رواداری اور تشدد کا بے بنیاد طعن کرنا زیب دیتا ہے؟

فضل حسین احمدی مہاجر از قادیان۔

ایک تبلیغی اشتہار

مرزا کبیر الدین احمد صاحب بشیر مبلغ لکھنؤ نے ایک نہایت ضروری مسئلہ کے متعلق ایک اشتہار شائع کیا۔ جس میں دس شرائط بیعت پیش کرنے کے علاوہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد نبی کے آنے کے عقیدہ کو سلف صالحین کے اقوال سے ثابت کیا ہے۔

اقتباسات

تبلیغ کے صحیح ترین عمل کی تصویر بنو

وہ مسلمان جو انسانوں کی بستیوں کے اندر "امت واحدہ" کی کھلی ہوئی نشانی ہونے کے لئے سب سے زیادہ آمادہ اور مستعد ہوتے ہم دیکھ رہے ہیں کہ یقیناً بدنیتی کی وجہ سے اختلاف و افتراق کے شکار ہو رہے ہیں اور اپنی مختصر جماعت کو بھی امت واحدہ بنانے کے لئے تیار نہیں ہیں۔ آہ! اگر یہی تبلیغ و اشاعت ہے۔ اگر یہی اعلائے کلمۃ اللہ ہے اگر یہی رسول اللہ کے نام نامی کا بول بالا کرتا ہے۔ تو پھر کس منہ سے ہمیں دوسری اقوام میں جانا چاہیئے۔ اور ہم کس طرح دوسری اقوام کو اسلام کا سچا سبق دے سکتے ہیں۔ جبکہ وہ سبق حق ہم کو خود یاد نہ رہا اور ہم ام حبیبہ تمرات تدخل الجنۃ کے صحیح مخاطب بن چکے ہیں۔ دنیا کو امن و سلامتی۔ شکر و رضا۔ صبر و تحمل۔ صلح و خیر کا پیغام دینے والے مسلمان آج فسادی مشہور ہیں۔ مفتری مشہور ہیں۔ ہوس پرست مشہور ہیں۔ اور جاہ پسند کہلائے جاتے ہیں۔ جنگ جو اور خونریز بتائے جاتے ہیں۔ پھر فرمایئے کہ کس جنس کو لیکر ہم بازار مقابلہ میں آئیں۔ یہ تحقیک ہم مسلمانوں نے باوجود کھلی کھلی آیتوں اور خدا کی روشن نشانیوں کے باوجود فیصلہ کرتے والی کتاب حق کے۔ باوجود شمع رسالت کی روشنائی کے آپس میں اختلاف اور افتراق کی دیوار پھیلائی اور پھر ہم پر رشد و ہدایت کی راہیں بند ہو گئیں۔ خداوند بے نیاز وہ قادر مطلق وہ غنی "عن العالمین" ہم سے بے نیاز ہے ہمارے اعمال کی اس کو کچھ پرواہ نہیں۔ وہ جس کو چاہتا ہے۔ ہدایت دیتا ہے۔ بندگان ملت! غور کرو۔ سوچو۔ تبلیغ کے صحیح ترین عمل کی تصویر بنو! کامران اور بامراد ہو جاؤ گے (مدینہ ۱۵ فروری)

آریہ سماجوں میں جھگڑے کی وجہ

آریہ سماج میں بہت سے جھگڑے عہدوں کی وجہ سے ہوتے ہیں۔ اگر کسی شخص کو سبھاسدوں کی کثرت اپنا پردھان رکھنا نہ چاہے۔ اور وہ بطور خود اترنا پسند نہ کرے تو اس وقت کیا کیا جائے۔ اس کا جواب آریہ سماج کو اس وقت تک نہیں سوجھا۔

بھلا ہو سناتن دھرم پرتی ندھی سبھا لائل پور کا جس نے اس مشکل کا عمدہ حل بتلا دیا ہے۔ اگر کسی شخص کو اگلے سال کے لئے پردھان بنانا منظور نہ ہو تو اُسے سرپرست بنا دو۔ نہ وہ کمبخت انکار کر سکے اور نہ ہی پردھان بننے پائے۔ (پرکاش ۹ مارچ)

فن دروغ گوئی

"ولایت کے مشہور مجلہ "ریفری" کے تازہ پرچہ میں مسٹر میکابیل ہیٹل نے تحریر فرمایا ہے۔ کہ چند ہفتے سے ایک اُسقف (بشپ) صاحب کی اس رائے پر خوب گپ شپ ہو رہی ہے۔ کہ بعض حالات میں جھوٹ بولنا بالکل جائز اور درست ہوتا ہے۔ اُسقف صاحب کی یہ رائے سنکر بہت سے متقی و پرہیزگار اور پابند شریعت عیسوی و موسوی اشخاص چراغ پا ہوئے ہیں۔ اس میں تو شک نہیں کہ ان لوگوں کا غصہ اور ناراضی سچی ہے۔ لیکن مجھے یہ بھی یقین کامل ہے۔ کہ ان چراغ پا بندگوں میں سے ایک شخص بھی ایسا نہیں ہوگا۔ جو خود روزمرہ جھوٹ نہ بولتا ہو۔ اور وہ بھی بڑی آزادی کے ساتھ۔ کم از کم میں نے تو آج تک کسی ایسے بندۂ خدا کی صورت نہیں دیکھی۔ جس نے کبھی جھوٹ نہ بولا ہو۔ اور نہ غالباً جیتے جی دیکھنا نصیب ہوگا۔ کیونکہ میرے خیال میں جھوٹ بولنا ناگزیر ہے۔ جس طرح سالن کے لئے مصالحہ اور گاڑی کے پہیوں کے لئے "روغن" یعنی چکنائی لازمی ہے۔ اسی طرح زندگی کی گاڑی کو بھی خوشگوار طریقہ سے چلانے کے لئے تھوڑے سے جھوٹ بولنے کی ضرورت ہے۔ الغرض جھوٹ معاشرتی زندگی کے لئے لوازمات میں سے ہے۔ اور جو شخص ہمیشہ سچ بولنے کی قسم کھا لیگا۔ وہ "یوسف بے کاروان" ہو کر رہ جائیگا۔ کوئی اس کو پوچھے گا بھی نہیں۔ کہ میاں کون ہو" (ہمدم ۲۹ مارچ)

الفضل۔ اس سے عیسائی دنیا کی ذہنیت معلوم ہو سکتی ہے۔

عدم تعاون کا بے رُوپیاپن

یہ امر تو قابل اعتراض نہیں ہے۔ کہ نان کوآپریشن کی کسی شق کو قوم کے لئے مفید سمجھ کر چھوڑ دیا گیا ہو۔ نہ یہ امر قابل اعتراض ہے۔ کہ معاش سے تنگ ہو کر وکالت شروع کر دی گئی ہو۔ لیکن ہم کو حیرت تو اس امر کی ہے۔ کہ نان کوآپریٹر ہو کر جن لوگوں نے نماز پڑھنا شروع کیا تھا یا داڑھی رکھی تھی۔ یا غیر ملک کا ساختہ کپڑا یا انگریزی لباس ترک کر کے ہندوستانی لباس اختیار کیا تھا۔ آخر کونسی وجہ ہوئی کہ نان کوآپریشن سے علیحدہ ہو کر نماز ترک کی۔ داڑھی منڈوائی۔ انگریزی لباس و غیر ممالک کا ساختہ کپڑہ پہننا شروع کیا۔ سوائے اس کے اور کیا کہا جا سکتا ہے۔ کہ جو کچھ تھا۔ یا تو بے روپیاپن تھا۔ یا ایک فیشن اور ذریعہ اقتدار و عزت تھا۔ یا مہاتما کی اندھی تقلید تھی۔ (البشیر ۲۴ فروری)

سرکاری اشتہارات

عدالتی اشتہارات جن اخبارات کے لئے منظور ہو چکے ہیں۔ اُن میں سے یہ اشتہارات صرف انہی اخبارات کو حاصل ہوتے ہیں۔ جو خوش قسمتی سے کوئی نہ کوئی اثر حکام عدالت پر رکھتے ہیں۔ اور جن کو کسی نہ کسی صورت میں حکام تک رسائی حاصل ہوتی ہے۔ لیکن وہ اخبارات جو کسی خاص کوشش سے کام نہیں لیتے۔ ان کی طرف کوئی توجہ بھی نہیں کی جاتی۔ پنجاب میں چند اخبارات تو ایسے ہیں۔ کہ جن کے کالم عدالتی اشتہارات سے پُر نظر آتے ہیں۔ ان میں سے ایک ایک اخبار اپنے ایک ایک پرچہ میں پچاس پچاس اشتہار تک شائع کرتا ہے۔ لیکن بعض دوسرے اخبارات کو جن میں "مسلم راجپوت" بھی شامل ہے۔ کبھی کبھی ایک دو اشتہار مل گئے تو مل گئے۔ ورنہ بعض اوقات تو اتنے بھی نہیں ملتے۔ (مسلم راجپوت ۱۶ فروری)

ٹرکی کی یورپ پرستی

مصطفٰے کمال پاشا صدر جمہوریہ ٹرکی نے ایک خاتون مضمون نگار مسز نگلس سے ملاقات کے دوران میں ٹرکی کی موجودہ ترقی کے متعلق حسب ذیل خیالات کا اظہار کیا ہے:-

جمہوریہ کے ایک سرکاری اعلان کی رُو سے آئندہ جو ترکی عورت نقاب کا استعمال کریگی اسکو سخت سزا دی جائیگی۔ جب سے ہمارے ملک میں ترقی کے وسائل اور تجاویز پر کاربند ہونا شروع کیا ہے ترکی کی عورتیں بمقابلہ مردوں کے اس ترقی میں زیادہ سد راہ ہوئی ہیں۔ دارالحکومت میں عورتوں کی ایک بہت بڑی تعداد نے آزادی اور ترقی کے مقاصد کا بیڑا اُٹھایا۔ لیکن دیہات اور قصبات اور بالخصوص کسانوں کی عورتیں آزادی اور ترقی کی مخالف پائی جاتی ہیں کچھ عرصہ تک تو ہمیں عورتوں کی مخالفت کو معاملہ میں صبر کا م لیا اور انکے جذبات کو ملحوظ رکھا لیکن دو تمام شمالی مشرقی صوبوں میں مردوں کی ایک خاص جماعت نے ترکی ٹوپی کے بجائے ہیٹ استعمال کرنے کے متعلق سرکاری حکم کی علانیہ مخالفت کی۔ ایسی پانچ سرغنہ آدمیوں کو پھانسی کی سزا دینی پڑی تاکہ ہیٹ کے مخالفین یہ سمجھ لیں کہ مخالفت جہاں درجہ تک پہنچ چکی ہے وہ اب ختم کر ڈالا جائیگا۔ جمہوریہ ترکی نے گزشتہ دور کی روایات اور رسم و رواج کو حرف غلط کیطرح مٹا دینے اور مغربی تہذیب کے تمام طریقوں کو رواج دینے کا مصمم ارادہ کر لیا ہے۔ نقاب پوش خواتین کے دل میں تو صرف یہ خیال پیدا ہوتا ہے کہ وہ ٹرکی کی عصمت کی اجارہ دار ہیں بلکہ وہ ان عورتوں کو جو نقاب نہیں اوڑھتیں ایسی حیا و بے شرم خیال کرتی ہیں نقاب پوشی کی یہ دیوار جس کی میں دھجیاں اُڑا دونگا۔

اب جو نقاب پوش عورت گرفتار کی جاتی ہے۔ اس پر بدچلنی کا الزام عائد کیا جاتا ہے حوالات جرمانہ کی سزا دی جاتی ہے دوسری مرتبہ اسی جرم کا ارتکاب پر ملزمہ کو جرمانہ یا قید یا دونوں سزائیں دیجاتی ہیں۔ تیسری مرتبہ ملزمہ کو غدار قرار دیا جاتا ہے۔ اور اسے موت کی سزا دیجاتی ہے (انا للہ وانا الیہ راجعون) (ہمدم ۱۸ فروری)

فہرست نومبایعین

ہفتہ مختتمہ ۶ اپریل ۱۹۲۷ء

نمبر	نام	مقام
۷۶۷	منظہرالدین صاحب	بنگال
۷۶۸	شمس الہدیٰ صاحب	″
۷۶۹	دین محمد صاحب	شیخوپورہ
۷۷۰	عبدالخالق صاحب	پٹیالہ
۷۷۱	محمد بہاؤالدین صاحب	حیدرآباد دکن
۷۷۲	شیر عالم صاحب	ضلع جہلم
۷۷۳	والدہ سلطان عالم احمدی مرحوم	ضلع گجرات
۷۷۴	عبدالحق صاحب	نینی تال
۷۷۵	صدرالدین صاحب	اوکاڑہ
۷۷۶	احمد سعید صاحب	ممباسہ
۷۷۷	عائشہ بی بی صاحبہ	رسالپور
۷۷۸	امیر عبداللہ خانصاحب	کالاباغ
۷۷۹	حیدراں بی بی صاحبہ	ضلع گوجرانوالہ
۷۸۰	رحمت بی بی صاحبہ	″
۷۸۱	ولی محمد صاحب	ضلع فیروزپور
۷۸۲	بیگم بی بی صاحبہ	″
۷۸۳	علی محمد صاحب	″
۷۸۴	مستری نواب الدین صاحب	ضلع گورداسپور

ہفتہ مختتمہ ۱۳ اپریل ۲۷ء

نمبر	نام	مقام
۷۸۵	سردار بیگم صاحبہ	منٹگمری
۷۸۶	اقبال بیگم صاحبہ	″
۷۸۷	شمس الدین صاحب	جل پائی گوڑی
۷۸۸	قاضی اللہ داد صاحب	ضلع گجرات
۷۸۹	چودہری عبداللہ خانصاحب نمبردار	″
۷۹۰	عالم بی بی صاحبہ	مردان
۷۹۱	احمداللہ صاحب	کنجاہ
۷۹۲	محمد صاحب	″
۷۹۳	سردار خانصاحب	″
۷۹۴	محمد خانصاحب	″
۷۹۵	علی صاحب	″
۷۹۶	عبداللہ خان صاحب	″
۷۹۷	رحمت خان صاحب	″
۷۹۸	فخرالدین صاحب	″
۷۹۹	محمد دوست صاحب	کنجاہ
۸۰۰	غلام حسن خانصاحب	ضلع ڈیرہ غازیخان
۸۰۱	مسماۃ بی بی صاحبہ	بیچہ وطنی
۸۰۲	عزیز بی بی صاحبہ	″
۸۰۳	عبدالغنی صاحب	ضلع شیخوپورہ
۸۰۴	گوہر بی بی صاحبہ	ضلع گجرات
۸۰۵	ناظر خان صاحب	ضلع کٹک
۸۰۶	تقی خان صاحب	″
۸۰۷	بانو بیگم صاحبہ	ضلع سرگودہا
۸۰۸	محمد لقمان صاحب	احمدآباد
۸۰۹	وزیر علی صاحب	پٹیالہ
۸۱۰	سید خادم حسین شاہ	ڈیرہ اسمٰعیل خان

ہفتہ مختتمہ ۱۹ اپریل ۲۷ء

نمبر	نام	مقام
۸۱۱	فضل الدین صاحب	ضلع فیروزپور
۸۱۲	سید بیگم صاحبہ	″
۸۱۳	راج بی بی صاحبہ	″
۸۱۴	محمد ابراہیم صاحب	″
۸۱۵	صدیق احمد صاحب	″
۸۱۶	ابراہیم صاحب	″
۸۱۷	علم دین صاحب	″
۸۱۸	میاں نتھو صاحب	″
۸۱۹	میاں عمرا صاحب	″
۸۲۰	مسماۃ کوڈی	″
۸۲۱	محمد اکرم خانصاحب (بیعت خلافت)	چارسدہ
۸۲۲	سید حسن شاہ صاحب	ضلع ملتان
۸۲۳	امام الدین صاحب	ضلع گجرات
۸۲۴	فضل ہادی صاحب	پشاور
۸۲۵	قمر دین صاحب سپاہی	چوکی دہانہ بنگلہ
۸۲۶	عبدالحمید خانصاحب	حیدرآباد دکن
۸۲۷	اہلیہ ″ ″	″
۸۲۸	حکیم سید فضل علی صاحب	ضلع مین پوری
۸۲۹	سید محمد حسن شاہ صاحب	سرینگر
۸۳۰	مستری غلام احمد صاحب	″
۸۳۱	جند وڈہ	اوچ شریف
۸۳۲	گلزار احمد خانصاحب	مین پوری
۸۳۳	میاں عبدالاحد صاحب	امرتسر
۸۳۴	غلام محی الدین صاحب	ضلع شاہ پور
۸۳۵	میاں محمد صاحب	″
۸۳۶	سردار علی صاحب	ضلع شاہ پور
۸۳۷	بدرالدین صاحب	″
۸۳۸	نور محمد صاحب	ٹھیکری والہ متصل قادیان
۸۳۹	علی اکبر صاحب	″ ″
۸۴۰	عبداللہ صاحب	ننگل جھنگلاں متصل قادیان
۸۴۱	حیدر صاحب	″ ″
۸۴۲	محمد رمضان صاحب	″ ″

خاکسار۔ محمد یار اسسٹنٹ پرائیویٹ سکرٹری قادیان دارالامان۔

پنجاب میں تعلیمی ترقی

(از محکمہ اطلاعات پنجاب)

ثانوی تعلیم میں یہ اصول مدنظر رکھا گیا ہے کہ سب کو مساوی موقع دیا جائے۔ افسران تعلیم اینگلو ورنیکلر مدرسین کی تربیت پر خاص توجہ دے رہے ہیں۔ تاکہ وہ اپنے فرائض کو بوجوہ احسن ادا کر سکیں۔ طلباء کی دماغی اور جسمانی تربیت کے لئے ہر ممکن کوشش کی جارہی ہے بوائے سکاؤٹ تحریک کی روزافزوں ترقی کا اثر اور کھلی ہوا میں سکاؤٹوں کے مشاغل اور مجلسی خدمت کا اشتیاق نوجوانوں کی زندگی پر بہت خوشگوار اثر ڈال رہا ہے۔

سالانہ رپورٹ میں فرقہ وار سکولوں کے محدود اور تنگ مطمح نظر کی مذمت کی گئی ہے۔ ان سکولوں میں طلباء جو تنگ خیالات اخذ کرتے ہیں۔ وہ انکی زندگی کا جزو بن جاتے ہیں۔ اور انکے نتائج چنداں خوشگوار ثابت نہیں ہوتے۔ آجکل فرقہ داری کے جذبات زوروں پر ہیں انہیں درجہ اعتدال پر لانے کیلئے لازمی ہے کہ زندگی کے ایسے وقت میں جب خارجی اثرات قبول کرنے کی اہلیت طلباء میں زیادہ ہوتی ہے۔ انکے گردوپیش کے حالات اس قسم کے ہوں جو انکے خیالات و احساسات میں وسعت پیدا کریں

رپورٹ مظہر ہے کہ میٹریکولیشن امتحان کا کم اور اد نے معیار تعلیمی ترقی کیلئے ایک اہم خطرہ ہے۔ کیونکہ اس امتحان کے بعد پیشہ وری کی تعلیم اور خاص شعبوں میں مہارت پیدا کرنیکا انتظام طلباء کی ناقابلیت کے باعث ناتمام رہتا ہے۔ پیشہ وری کی تعلیم اور مہارت خصوصی کی کامیابی کے لئے ضروری ہے کہ تعلیمی بنیاد مضبوط ہو۔ امید ہے کہ تعلیم کا معیار بلند کرنے اور سالانہ ترقی کے متعلق ضابطہ کی پابندی نئے طرز کے انٹرمیڈیٹ کالجوں کے قیام سے اس خرابی کو دور کرنے میں مدد ملیگی۔ کالج کی تعلیم کے بارہ میں رپورٹ میں ظاہر کیا گیا ہے۔ کہ بہت سی حالتوں میں انڈر گریجویٹ نہ عام واقفیت کا کافی پیمانہ رکھتے ہیں۔ اور نہ صلاحیت رائے اور کیرکٹر کی پختگی ان میں موجود ہے۔ اس خرابی کا واحد علاج یہی معلوم ہوتا ہے۔ کہ سیکنڈری تعلیم میں اصلاح کی جائے تعلیمی حکام ان کوششوں کے لئے سزاوار شکریہ ہیں جو انہوں نے ادنےٰ اقوام میں تعلیم پھیلانے کے بارہ میں کی ہیں۔ آئندہ ترقی کے لئے یہ آثار بہت نیک ہیں۔ کہ معمولی سکول میں اچھوتوں کے داخلہ کے خلاف جو تعصب پہلے تھا۔ وہ بتدریج کم ہو رہا ہے۔ پرائمری اور مڈل کی جماعتوں میں ان کی تعداد میں اطمینان بخش اضافہ ہوا ہے گو ہائی ڈیپارٹمنٹ میں انہوں نے چنداں ترقی نہیں کی۔ لیکن اس کی وجہ انکی غربت ہے۔ تعلیم نسواں کے اہم مسئلہ پر حکام محکمہ تعلیم سنجیدہ توجہ کر رہے ہیں۔ اور وہ اس موضوع پر ایک علیحدہ رپورٹ میں مفصل بحث کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔

پنجاب میں تعلیمی ترقی کی رپورٹ ہر اعتبار سے بہت ہی اطمینان بخش ہے۔ اور بلا مبالغہ کہا جا سکتا ہے کہ جن امور پر اس میں بحث کی گئی ہے۔ وہ خاص طور پر اہم ہیں۔ اس میں قابل تعریف انتخاب سے کام لیا گیا ہے۔ اور تعلیمی مسائل کے متعلق بہت سی مفید تجاویز پیش کی گئی ہیں۔

(اشتہارات)

سانپ اور بچھو کے کاٹنے سے مت ڈرو،

قرص دافع زہر بچھو و سانپ تیار ہو گئے ہیں۔ چونکہ موسم گرما میں بچھو و سرما میں سانپ کی کثرت ہو جاتی ہے۔ جس کے باعث اکثر لوگ ان کے کاٹے ہوئے زہریلے اثر سے پریشان پھرا کرتے ہیں۔ اور بروقت کسی مجرب دوا کے نہ ملنے کے جھاڑ پھونک کروانے پر مجبور ہوتے ہیں۔ لیکن پھر بھی ان کی تکلیف میں کوئی خاص کمی نہیں ہوتی ہے۔ لہذا پبلک کے نفع و آرام کی خاطر یہ قرص جو سانپ اور بچھو کے زہریلے اثر کو دور کرنے میں نہایت مفید ثابت ہوئے ہیں۔ اور جن کے لگاتے ہی زہریلا اثر دور ہو کر آرام ہونے لگتا ہے۔ مشتہر کئے ہیں۔ یہ ایسی نفع بخش دوا کا ہر ایک بال بچے والے گھر میں ہونا باعث آرام ہے۔ تاکہ وقت بے وقت رات بیرات کام آوے۔ قیمت ۱۲ قرصوں کی (عہ) معہ ترکیب استعمال خرچ پارسل بذمہ خریدار۔ نوٹ۔ فرمائش کے ہمراہ ٹکٹ لفافہ میں بند کر کے روانہ فرما دیجئے۔ ورنہ تعمیل نہیں کی جائیگی۔

المشتہر

مینجر شفاخانہ سعادت منزل متعلقہ حکیم میر سعادت علی صاحب معالج امراض کہنہ
متصل چوک اسپاں شاہ علی بنڈہ۔ حیدر آباد۔ دکن

حب اٹھرا

(۱) جن عورتوں کے حمل گر جاتے ہوں (۲) جن کے بچے پیدا ہو کر مر جاتے ہوں (۳) جن کے ہاں اکثر لڑکیاں پیدا ہوتی ہوں (۴) جن کے گھر اسقاط کی عادت ہو گئی ہو۔ (۵) جن کے بانجھ پن کمزوری رحم سے ہوں۔ اور کمزور ہی رہتے ہوں۔ ان کے لئے ان گولیوں کا استعمال اشد ضروری ہے۔ فی تولہ عہ۔ تین تولہ کے لئے محصولڈاک معاف۔ چھ تولہ تک خاص رعایت۔

سرمہ نور العین

اس کے اجزاء موتی و ممیرا ہیں۔ اور یہ ان امراض کا مجرب علاج ہے۔ آنکھوں کی روشنی بڑھانے والا۔ دھند۔ غبار۔ جالا۔ ککرے۔ خارش۔ ناخونہ۔ پھولا۔ ضعف چشم۔ پڑوال کا دشمن ہے۔ موتیابند دور کرتا ہے۔ آنکھوں کے لیسدار پانی کو روکنے میں بے مثل ہے۔ پلکوں کی سرخی اور موٹائی دور کرنے میں بے نظیر تحفہ ہے۔ گلی سڑی پلکوں کو تندرستی دینا پلکوں کے گرے ہوئے بال از سر نو پیدا کرنا اور زیبائش دینا خدا کے فضل سے اس پر ختم ہے۔ قیمت فی شیشی دو روپے (عہ)

مفرح عروس زندگی

معدہ کے تمام نقصوں کو دور کرنے والی۔ مقوی دماغ۔ محافظ روشنی چشم۔ نسیان کی دشمن۔ اور جگر کو طاقت دینے والی جوڑوں کے درد سینہ کو مضبوط بنانے والی۔ مقوی اعضاء رئیسہ دوائی ہے۔ اس کا روزانہ استعمال صحت کا بیمہ ہے۔ قیمت فی ڈبیہ ایک روپیہ چار آنہ (عہ)

مقوی دانت منجن

منہ کی بدبو دور کرتا ہے۔ دانتوں کی جڑیں کیسی ہی کمزور ہوں۔ دانت ہلتے ہوں۔ گوشت خورہ سے تنگ آگئے ہوں۔ دانتوں سے خون آتا ہو۔ پیپ آتی ہو۔ دانتوں میں میل جمتی ہو۔ اور زرد رنگ رہتے ہوں۔ اور منہ میں پانی آتا ہو۔ اس منجن کے استعمال سے یہ سب نقص دور ہو جاتے ہیں۔ اور دانت موتی کی طرح چمکتے ہیں۔ اور منہ خوشبودار رہتا ہے۔ قیمت فی شیشی ۱۲ر

المشتہر

نظام جان عبد اللہ جان معین الصحت قادیان

تریاق چشم رجسٹرڈ کی تازہ تصدیق

نقل ترجمہ انگریزی سرٹیفکیٹ صاحب سول سرجن بہادر کیمبل پور میں تصدیق کرتا ہوں۔ کہ میں نے تریاق چشم جسے مرزا حاکم بیگ صاحب نے تیار کیا ہے استعمال کیا ہے۔ میں گجرات اور جالندھر میں اپنے ماتحتوں (یعنی) ڈاکٹروں، اور دوستوں میں بھی تقسیم کیا ہے۔ میں نے سفوف مذکور کو آنکھوں کی بیماریوں بالخصوص ککروں میں نہایت مفید پایا۔ جیسا کہ دیگر سارٹیفکیٹوں سے بھی ظاہر ہوتا ہے۔ دستخط صاحب سول سرجن بہادر

نوٹ:۔ قیمت پانچ روپے (صہ) فی تولہ تریاق چشم رجسٹرڈ۔ محصولڈاک موازی ۸ر بذمہ خریدار ہوگا۔

المشتہر

خاکسار مرزا حاکم بیگ احمدی موجد تریاق چشم رجسٹرڈ
گوڑھی شاہدولہ۔ گجرات۔ پنجاب

زراعتی آلات و دیگر مشینری

بٹالہ کے مشہور و معروف چارہ کترنیکی مشینیں رہٹو کے، آہنی رہٹ ولائتی انگریزی ہل۔ بیلنے جات۔ کولہو۔ خراس اور چکیاں، سیویاں اور بادام روغن کی مشینیں منگانے کیلئے ہماری باتصویر فہرست مفت طلب فرمایئے۔

ایم عبد الرشید اینڈ سنز جنرل سپلائیڈ احمدیہ بلڈنگس بٹالہ ضلع گورداسپور

ضرورت رشتہ

حضرت مسیح موعودؑ کے پورانے خادم ایک اراعیں خاندان کے مخلص ۴۵ سالہ بھائی کو جن کی بیوی فوت ہو چکی ہے۔ چالیس روپیہ ماہوار کے قریب آمدن علاوہ زمین کی بابت کے رکھتے ہیں۔ رشتہ کی ضرورت ہے۔ جو خواہ بیوہ ہو یا کنواری۔ مگر صالحہ۔ سادہ مزاج ہو۔ خانہ داری سے پوری طرح واقف ہو۔ اگر بیوہ ہو تو پہلی اولاد نہ رکھتی ہو۔ پتہ ذیل پر خط و کتابت کریں۔

ظہور حسین مولوی فاضل مبلغ بخارا۔ قادیان

ضرورت ناطہ

ہمارے ایک دور کے رہنے والے لائق احمدی دوست کو اپنے لڑکے کے لئے ایسی لڑکی سے نکاح مطلوب ہے۔ جو خواندہ ہو۔ شریف اور پردہ دار گھرانے کی ہو۔ اور جو اعلیٰ تعلیم پانے کیلئے مستعد ہو۔ لڑکا ۱۶ سال اور ابھی زیر تعلیم ہے۔ ابھی سے شادی کرنے کا منشاء یہ ہے۔ کہ ہمارے دوست لڑکی کو اعلیٰ تعلیم دلانے کے شائق ہیں۔ جائز ہوگا اگر لڑکی قادیان کی رہنے والی ہو۔ قادیان میں رہائش کو پسند کرنے والی ہو۔

سید محمد اسحاق۔ قادیان۔

(اشتہارات کی صحت کے ذمہ دار خود مشتہر ہیں نہ کہ الفضل۔ ایڈیٹر)

ہندوستان کی خبریں

سیٹھ جمنالال بجاج نے اچھوت لڑکیوں کی تعلیم کے لئے کنیا گوروکل دہلی کو ۱۵۰۰ روپے عطا کئے۔

علیا حضرت بیگم صاحبہ بھوپال نے ہندوؤں کے ایک جلسہ میں تقریر کرتے ہوئے ان سے درخواست کی ہے۔ کہ وہ ریاست میں فرقہ دارانہ کشیدگی پیدا نہ کریں۔

فریدپور ۔ ۱۷ اپریل ۔ تحصیلدار مداری پور کو کئی مواضعات سے جان و مال کے شدید نقصان کی اطلاع موصول ہوئی ہے۔ بہت سی عمارتیں آندھی سے تباہ ہو گئیں۔ کہا جاتا ہے۔ کہ جوش کے مرکز چار گوربہ بندر کو لاکھ ۱۱ روپیہ کا نقصان پہنچا ہے۔

شاہ پور میں ایک نیا نارمل سکول کھلا ہے۔ جس میں طلبہ کا داخلہ جاری ہے۔

شرومنی گوردوارہ کمیٹی کے حکم کی تعمیل میں پنجاب لیجسلیٹو کونسل کے ڈپٹی پریذیڈنٹ سردار بوٹا سنگھ اور سکھ ارکان لیجسلیٹو کونسل سے مستعفی ہو گئے ہیں۔ اور قوم کے فیصلہ کے مطابق ہر خدمت انجام دینے کے لئے کمر بستہ ہیں۔

لاہور کے مہا بیر جینیوں نے دہلی کی جین برادری کے اس فعل کے خلاف احتجاج کیا ہے۔ کہ برادری نے چند خاندانوں کو بیواؤں کے بیاہ کرنے پر برادری سے خارج کر دیا۔

لکھنؤ میں آریہ سماج کے مشہور پرچارک سوامی ستیہ دیو جی مسلمان ہو گئے۔

فسادات لاڑکانہ کے سلسلہ میں مسلمانوں کا ایک وفد سندھ کے کمشنر کی خدمت میں حاضر ہوا۔ کہتے ہیں کہ کمشنر کا جواب مایوس کن نہ تھا۔

مولانا شوکت علی حالات اندور کا مطالعہ کرنے کے لئے اندور تشریف لے جائیں گے۔

لاہور ۱۶ اپریل ۔ ۱۲ اپریل کو نارتھ ویسٹرن ریلوے کی مقامی مجلس مشاورت کا اجلاس انعقاد پذیر ہوا۔ موسم سرما میں اعلیٰ درجہ کے ڈبوں کو بجلی سے گرم کرنے کی تجویز کی گئی۔ لیکن مصارف کی زیادتی کی بناء پر یہ تجویز مسترد ہو گئی۔

لاہور ۔ ۲۰ اپریل ۔ معلوم ہوا ہے۔ کہ سرکاری وظیفہ جو ہر تین سال کے بعد گریجویٹ عورتوں کو دیا جاتا ہے۔ اس سال اپنا دیوی کو جو فورمین کرسچن کالج لاہور کے پروفیسر ایس ۔ این ۔ داس گپتا کی دختر ہیں دیا گیا۔

علیگڑھ ۔ ۱۸ اپریل ۔ جامعہ علیگڑھ کے ٹریننگ کالج نے موسم گرما کی تعطیلات یعنی مئی اور جون کے دوران میں ایک اضافی نصاب تعلیم کا اہتمام کیا ہے۔ تعلیم اور دیگر مباحث پر بڑے بڑے ماہرین تقریریں کرینگے۔ ان تقریروں میں شامل ہونے کی کوئی فیس نہیں

نصاب کے اختتام پر سرٹیفکیٹ بھیجے جائیں گے۔

۱۸ اپریل کو لارڈ اروِن ٹیکسلا تشریف لے گئے۔ اور وہاں آپ نے آثار قدیمہ کا معائنہ فرمایا۔

اجمیر ۱۳ اپریل ۔ اندور سے ڈاکٹر کچلو صاحب کے اخراج پر اجمیر کے بیرسٹروں مسٹر عبدالقادر اور عبدالرشید صاحبان نے اندور کے ہائی کورٹ میں درخواست بھیجی ہے۔ کہ ان کا نام بھی بیرسٹر وکلاء میں درج کر لیا جائے۔

ہائیکورٹ لاہور میں عبدالرشید کے مقدمہ کی سماعت کی تاریخ ۱۳ مئی مقرر ہوئی ہے۔

ڈلہوزی جانے والے یہ سن کر خوش ہونگے۔ کہ حکومت پنجاب نے یہ فیصلہ کیا ہے۔ کہ پٹھانکوٹ سے ڈلہوزی تک موٹر سروس کے لئے ٹنڈر طلب کرے۔

پٹنہ ۔ ۱۹ اپریل ۔ لالہ لاجپت رائے اور پنڈت مالویہ گذشتہ شب سندھ کو روانہ ہو گئے ہیں۔ لالہ جی کا دورہ ۲۰ تاریخ کو شروع ہوگا۔

ممالک غیر کی خبریں

بیونس ایریز ۔ ۱۴ اپریل ۔ ریاست ہائے ارجنٹائن اور چاٹلی میں ۲½ بجے رات کے زلزلہ آیا۔ جس کی وجہ سے شہر مینڈوزہ میں بہت سے مکان منہدم ہو گئے۔ ۱۶ آدمی ہلاک اور ۵۰ مجروح ہوئے۔ زلزلہ کا جھٹکا بیونس ایریز میں ۲ سکنڈ تک محسوس ہوتا رہا۔ اندرون ملک سے جو خبریں آئی ہیں۔ ان سے ظاہر ہوتا ہے۔ کہ اتلاف جان کا تخمینہ کم از کم یکصد نفوس ہے۔

ٹوکیو ۱۷ اپریل ۔ کابینہ وزارت کا فیصلہ کیا گیا تھا۔ کہ بنک آف تیوان کو بنک آف جاپان سے مدد دی جائے۔ پریوی کونسل کی مجلس نے اس فیصلہ کو مسترد کر دیا۔ اس واقعہ پر وزارت مستعفی ہو گئی۔ بنک آف تیوان کا کاروبار بند ہو گیا۔

شنگھائی ۱۸ اپریل ۔ چین میں پروٹسٹنٹ فرقہ کے جو چھ ہزار پادری تھے۔ ان میں سے ۸۰ فیصدی سے زائد چلے گئے ہیں۔

لنڈن ۱۶ اپریل ۔ روس اور سوئٹزرلینڈ کے نمائندوں نے برلن میں ایک معاہدہ پر دستخط کئے ہیں۔ جس کی رُو سے وہ تمام اختلافات طے پا گئے۔ جو لوزان کی مشہور کانفرنس کے زمانہ سے جبکہ وہ روسی قتل کر دیا گیا تھا۔ چلے آ رہے تھے۔

لنڈن ۱۷ اپریل ۔ ایرو پلین کے موجد فاکر پر ایک حادثہ گذرا۔ امریکہ نامی ہوائی جہاز کا جسے کمانڈر برڈ چلا رہے تھے۔ فرانس تک اڑ کر جانے سے پہلے امتحان کیا جا رہا تھا۔ کہ وہ زمین پر گر گیا۔ برڈ کی کلائی ٹوٹ گئی۔ اور فاکر کے خفیف چوٹ آئی۔ اور ڈینٹ جو سال گذشتہ برڈ کے ہمراہ قطب شمالی کی مہم میں گیا تھا۔ اس کی ران، پسلی اور کندھے کی ہڈی ٹوٹ گئی۔

شنگھائی ۔ ۱۹ اپریل ۔ جنرل سونگ کی افواج نے نینکنگ کے مقام پر از سر نو قبضہ جما لیا۔ اس قبضہ سے چیانگ کے نو ہزار نوجوانوں کے قتل عام کی داستان روشنی میں آ گئی ہے۔ اور دسویں ڈویژن کے دس ہزار جوانوں کی گمشدگی کا راز کھل گیا ہے جو کہ نینکنگ سے پسپا ہوتے ہوئے مفقود الخبر ہو گئے تھے۔ دیہاتیوں سے تفتیش کرنے پر معلوم ہوا ہے۔ کہ منچوریا والے شکست کھا کر دریائے اصغر کی طرف بھاگے۔ لیکن دریا کو عبور نہ کر سکے وہ دیہات میں منتشر ہو گئے۔ اور انہوں نے لوٹ کھسوٹ اور قتل و غارت کا بازار گرم کر دیا۔ یونانی افواج کے سرخ نیزہ برداروں نے ان پر حملہ کیا۔ اور انہیں چن چن کر قتل کر دیا۔ اکثر کے ہاتھ پاؤں باندھ کر دریا میں پھینک دیا۔ خیال ہے کہ اب منچوریا والے بھی ایسا ہی انتقام لیں گے۔ اور ملک برباد ہو جائے گا۔

پیکنگ ۱۹ اپریل ۔ سوویٹ کے سفارت خانہ کے بقیہ ملازمین جن میں سفیر مختار بھی شامل ہے۔ آج صبح روانہ ہو گئے۔ یہ روانگی سابقہ حملہ کے خلاف احتجاج کے طور پر عمل میں آئی ہے۔

لنڈن ۱۹ اپریل ۔ اشیاء خوردنی کی قیمتوں میں جتنی کمی اس وقت ہوئی ہے۔ گذشتہ دس سال میں اس کی نظیر نہیں ملتی۔

ٹوکیو ۔ ۲۰ اپریل کابینہ مرتب ہو گئی ہے۔ مسٹر تناکا کو جو پہلے مخالفین میں تھے اب قلمدان وزارت سپرد ہوا ہے۔

لگی ۔ ۲۰ اپریل ۔ مسٹر لائڈ جارج نے بیان کیا ہے۔ کہ میں اسبات کی تائید میں ہوں۔ کہ مردوں کی طرح عورتوں کو بھی ۲۰ سال کی عمر میں ووٹ دینے کا حق حاصل ہونا چاہئے۔

اشتہار زیر آرڈر ۵ رول ۲۰ ضابطہ دیوانی

باجلاس شیخ محمد ظہیر صاحب ۔ بی ۔ اے ۔ ایل ایل بی ۔ پی ۔ سی ۔ ایس ۔ سب جج بہادر بٹالہ

مقدمہ ۱۵۸ ۱۹۲۷ء

منشا رام بھارام پسران دتا رام اقوام اروڑہ سنیاسی بھاگووال تحصیل بٹالہ ۔ مدعیان

بنام

مدڑ سنگھ ولد ملا سنگھ قوم جٹ ساکن بھیکو والے تحصیل گورداسپور ۔ مدعا علیہ

دعویٰ نالش ہی

مقدمہ مذکورہ بالا میں مدعا علیہ پر معمولی طریقہ سے تعمیل سمن نہیں ہوتی ہے۔ لہٰذا اشتہار زیر آرڈر ۵ رول ۲۰ ضابطہ دیوانی جاری کیا جاتا ہے۔ کہ اگر مدعا علیہ مذکور بتاریخ ۲۶/۴ بوقت دس بجے صبح عدالت ملاحظہ میں حاضر ہو کر پیروی و جوابدہی مقدمہ ہذا کی نہیں کریگا۔ تو اس کے خلاف یکطرفہ کارروائی عمل میں لائی جاویگی۔ ۲۰/۴ ۲۷ مہر عدالت ۔ دستخط حاکم

(منشی عبدالرحمٰن کشمیری قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھاپ کر مالکان کے لئے قادیان سے شائع کیا)